

نمبر سلسلہ اشاعت (۲۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ لَهُ
رِسَالَةُ مَبَارَكَةٍ

حَقُوقُ الْاِسْلَامِ

مصنف

مجدد الملة حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

بمابہ رجب المرجب ۱۳۶۸ھ

ادارہ اشرف العالیہ فائزہ
ایضاً کتابچہ اشرف علی صاحب تھانوی

لاہور میں یہ کتاب اور جملہ مذہبی کتب ملنے کا پتہ

ادارہ اسلامیات پبلسٹی انارکلی لاہور

DATA CENTER

حقوق الاسلام

۲۹۷۶۹۰۹
۱۵۵
۳۱۸۳

از تصانیف لطیفہ مجدد وللہ اللہ حکم الامتہ حضرت مولانا شاہ محمد ثناء علی صاحب کھانوی رح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي شرّفنا في كتابه بقوله ان الله يأمركم ان تؤدوا الاماناً
 الى اهلها واذ احكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل والصلوة والسلام
 على رسوله سيدنا محمد الذي ايقظنا بقوله من كانت له مظلمة لا خبير
 من عراضه او ماله فليتلها من اليوم قبل ان لا يكون دينار ولا درهم
 اى يوم الفصل وعلى اله واصحابه الذين وصلوا اكل فرج الى الاصل
 بعد حمد و صلوة واضح ہو کہ نقلاً و عقلاً یہ امر ثابت ہے کہ ہم لوگوں سے
 کچھ حقوق کا مطالبہ کیا گیا ہے جس میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بعض
 بندوں کے۔ اور بندوں کے حقوق میں سے بعض ذہنی ہیں اور بعض ذہنی ہی، پھر
 ذہنی میں بعض حقوق اقارب کے ہیں بعض اجانب کے اور بعض حقوق خاص
 لوگوں کے ہیں بعض عام مسلمانوں کے، بعض اپنی سے بڑوں کے ہیں۔
 بعض چھوٹوں کے، بعض مساوی درجہ والوں کے، و علی ہذا القیاس۔

اور بوجہ بے علمی کے اکثر لوگوں کو بعض حقوق کی اطلاع بھی نہیں، اور بعض کو بوجہ بد عملی ان کے اوپر نیک اہتمام نہیں، اس لئے دل فریبانہ ایک مختصر تشریح میں باب میں جمع ہو جائے۔ تو امید فائدہ کی ہے۔ چونکہ قاضی ثناء اللہ صاحب کا رسالہ حقیقت الاسلام جس کا حوالہ احقر نے فروع الایمان میں دیا ہے اس مضمون میں کافی روایتی تھا، اس لئے اس پر خلاصہ کر دینا کافی سمجھا گیا۔ البتہ بعض مضامین کہیں کہیں بضرورت سے کچھ ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اس کا نام حقوق المسلمین رکھتا ہوں۔ اور ان میں چند فصلیں ہیں اور ہر ایک فصل میں ایک ایک حق کا بیان ہے۔

فصل اول حقوق اللہ سے پہلے اول بندہ کے ذمہ اللہ جل شانہ کا حق ہے۔ جسے طرح طرح کی تمثیلیں ایجاد و القاری غنائت فرمائیں۔ گمراہی ہو کمال گمراہیت کی طرف لائے۔ ہدایت پر عمل کر نیے عمل میں طرح طرح کی نعمتوں کی امید و لابی، اللہ تعالیٰ کو مستحق بندوں کے ذمہ ہے ہیں۔ (۱) ذات و صفات کے متعلق موافق قرآن و حدیث کے اپنا اعتقاد رکھے (۲) عقائد و اعمال و معاملات و اخلاق میں جو ان کی مرضی کے موافق ہو اختیار کرے۔ اور جو ان کے نزدیک ناپسندیدہ ہو اس کو ترک کرے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی رضا و محبت کو سب کی رضا و محبت پر مقدم رکھے۔ (۴) جس سے محبت یا بغض رکھے یا کسی سے تہا احسان یا ذریعہ گمراہی سے سب اللہ کے واسطے کرے۔

نہ ہو کہ اپنے اور باقی رکھنے کی، مستند شیعہ۔ لے ترک احسان ۱۲ ش

فصل دوم حقوق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چونکہ ذات و صفات و مرضیات و نامرضیات الہی کی شناخت ہم لوگوں کو بتوسط حضرات انبیاء علیہم السلام کے ہوتی، اور ان کے پاس ملائکہ وحی لائے۔ اسی طرح بہت سی دنیوی منافع و مضار بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے دریافت ہوئی۔ اور بہت سی ملائکہ ہمارے فائدوں کے کاموں پر متعین ہیں اور یاذن الہی ان کاموں کو انجام دے رہے ہیں۔ اسی حضرت انبیاء علیہم السلام و حضرات ملائکہ علیہم السلام کا حق حق تعالیٰ کے حق میں داخل ہو گیا، بالخصوص سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان سب کے زائد ہم پر ہے اس لئے آپ کا حق بھی سب کے زائد ہے۔

وہ چند حقوق یہ ہیں (۱) آپ کی رسالت کا اعتقاد رکھے۔ (۲) تمام حکام میں آپ کی اطاعت کرے۔ (۳) آپ کی عظمت اور محبت کو دل میں جگہ دے۔ (۴) اور آپ پر صلوٰۃ سلام پڑھا کرے۔

حضرات ملائکہ علیہم السلام کے یہ حقوق ہیں (۱) ان کے وجود کا اعتقاد رکھے (۲) ان کو گناہوں سے پاک سمجھے (۳) جب ان کا نام آئے علیہ السلام کہے۔ (۴) مسجد میں بدبو دار چیزیں کھا کر جانے سے یا مسجد میں رخ صادر کرنے سے ملائکہ کو ایذا ہوتی ہے اس سے احتیاط کرے۔ اور بھی جن امور سے ملائکہ کو تکلیف

لے جیسے کچا ہن، پیاز، مولی، پان، تمباکو وغیرہ اسی طرح مسجد میں مٹی کا تیل جلانے یا دیاسلانی

کھینچنے سے بھی بدبو پھیلتی ہے۔ اس سے بھی اجتناب کریں ۱۲ محمد شفیع

و تنظر ہوں ان سے حتر لازم سمجھے۔ مثلاً تصویر رکھنا یا بلا ضرورت شرعی کتاپانا یا جھوٹ بولنا، جنابت میں براءہ سُستی پڑا رہنا کہ نماز بھی برباد ہو جائے، بلا ضرورت شرعی یا طبعی برہنہ ہونا کہ خلوت میں ہو۔

فصل سوم صحابہ و اہل بیت، حضرات صحابہ و حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کو چونکہ حضور سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دینی اور دنیوی دونوں طرح کا تعلق ہے اس لئے آپ کے حق میں ان حضرات کے حقوق بھی داخل ہو گئے ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) ان حضرات کی اطاعت کرنا (۲) ان حضرات سے محبت رکھنے۔ (۳) ان کے عادل ہونے کا اعتقاد رکھنے۔ (۴) ان کے محبت سے محبت اور بغضین سے بغض رکھنے۔

فصل چہارم علماء و مشائخ، چونکہ علماء نظام ہر باطن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور مسند نشین ہیں اس لئے ان حضرات کے حقوق بھی حضور کے حق میں داخل ہیں وہ یہ ہیں: (۱) فقہائے مجتہدین و علمائے محدثین و اساتذہ و مشائخ طریقت و مصنفین دینیات کے لئے دعا و خیر کرنا ہے۔ (۲) حسب حق و شرعی ان کا اتباع کرنا ہے۔ (۳) جو ان میں زندہ ہوں ان سے عظیم و محبت سے پیش آنا ہے۔ ان سے بغض و مخالفت نہ کرے۔ (۴) حسب وسعت و ضرورت ان حضرات کی مالی خدمات بھی کرنا ہے۔

۱۲۔ بغض و عداوت رکھنے والے ۱۳۔

فصل پنجم

حقوق والدین) یہ حضرات مذکورین تو دینی نعمتوں میں واسطہ تھے، اس لئے ان کا حق لازم تھا۔ بعضے لوگ دنیوی نعمتوں کے ذرائع ہیں، ان کا حق شرعاً ثابت ہے۔ مثلاً ماں باپ کہ ایجاد اور پرورش ان کی توسط سے ہوتی ہے ان کے حقوق یہ ہیں۔ (۱) ان کو ایذا نہ پہنچائے اگر سبب ان کی طرف سے کچھ زیادتی ہو۔ (۲) قولاً و فعلاً ان کی تعظیم کرے۔ (۳) مشروع امور میں ان کی اطاعت کرے۔ (۴) اگر ان کو حاجت ہو مال سے ان کی خدمت کرے اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔

فصل ششم۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے یہ حقوق ہیں۔

(۱) ان کے لئے دعا و مغفرت و رحمت کرتا رہے۔ نوافل و صدقات مالیہ کا ان کو پہنچاتا رہے۔ (۲) ان کے ملنے والوں کے ساتھ رعایت مالی و خدمت بد و حسن اخلاق سے پیش آئے۔ (۳) ان کے ذمہ جو قرضہ ہو اس کو ادا کرے۔ (۴) گاہ گاہ ان کی قبر کی زیارت کیا کرے۔

فصل ہفتم (اجداد وغیرہ) دادا، دادی، نانا، نانی، کا حکم شرعاً مثل ماں باپ کے ہے۔ پس ان کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح خالہ ماموں مثل ماں کے اور چچا اور پھوپھی مثل باپ کے ہیں۔ حدیث میں اس طرف اشارہ آیا ہے۔

فصل ہشتم۔ (اولاد) جس طرح ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہیں اسی طرح

Marfat.com

ماں باپ پر بھی اولاد کے حقوق ہیں، وہ یہ ہیں:-

(۱) نیکی بخت عورت سے نکاح کرنا تاکہ اولاد اچھی پیدا ہو۔ (۲) بچپن میں محبت کے ساتھ ان کو پرورش کرنا تاکہ اولاد کو پیار کر نیکی بھی فضیلت آتی ہے بالخصوص لڑکیوں سے دل تنگ نہ ہونا، ان کی پرورش کر نیکی بڑی فضیلت آتی ہے۔ اگر اتنا کا دودھ پلانا پڑے تو خلیق اور دیندار اتنا تلاش کرنا کہ دودھ کا اثر بچہ کے اخلاق میں آتا ہے۔ (۳) انکو علم دین و ادب سکھلانا۔ (۴) جب نکاح کے قابل ہوں انکا نکاح کر دینا۔ اگر لڑکی کا شوہر مر جائے تو نکاح تائی ہو ذلت تک اس کو اپنی گھر آرام سے رکھنا، اس کے مصارف ضروریہ کا یہ برہداشت کرنا۔

فصل نہم (مرضعہ)، انا بھی بوجہ دودھ پلانے کے مثل ماں کے ہے۔

اس کے حقوق بھی وارد ہیں۔ وہ یہ ہیں:- (۱) اس کے ساتھ ادب و حرمت سے پیش آنا۔ (۲) اگر اس کو مالی حاجت ہو اور خود کو وسعت ہو اس سے دریغ نہ کرنا۔ (۳) اگر میسر ہو تو ایک غلام یا لونڈی خرید کر کے اس کو خدمت کے تو دینا۔ (۴) اس کا شوہر چونکہ اس کا مخدوم ہے اور بیاس کی مخدومہ ہے تو اس کے شوہر کو مخدوم المخدوم سمجھ کر اس کے ساتھ بھی احسان کرنا۔

فصل دہم:- سویلی ماں چونکہ باپ کے قرین ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اس کو سویلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں **فصل ششم** کے ۲ میں جو مذکور ہوا ہے کافی ہے۔

فصل یازدہم حدیث میں ہے کہ بڑا بھائی مثل باپ کے ہے۔ اس سے لازم آیا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے۔ پس ان میں باہمی ویسے ہی حقوق ہونگے جیسے ماہین والدین و اولاد کے ہیں۔ اسی پر یہ بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو قیاس کر لینا چاہئے۔

فصل دوازدہم اسی طرح باقی قرابت داروں کے بھی حقوق آتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) اپنی محارم اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانیگی کوئی قدرت نہ رکھتے ہوں تو بقدر کفایت ان کے نان و نفقہ کی خیر گیری مثل اولاد کے واجب ہے۔ اور محارم کا نان و نفقہ اس طرح تو واجب نہیں لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے۔ (۲) گاہ بگاہ ان سے ملنا ہے۔ (۳) ان سے قطع قرابت نہ کرے، بلکہ اگر کسی قدر ان سے ایذا بھی پہنچے تو صبر اس پر۔ (۴) اگر کوئی قریب محرم اس کی ملک میں آجائے وہ فوراً آزاد ہو جاتا ہے۔

فصل سیزدہم استاد اور پیر چونکہ باعتبار تربیت باطنی کی مثل باپ کے ہیں اس لئے ان کی اولاد یا اقارب سے ایسا ہی معاملہ کرنا چاہئے جس طرح اپنے ماں باپ یا اقارب کے ساتھ۔ لا اسلک علیہ اجر الا المودۃ فی القربی کی یہ بھی ایک تفسیر ہے۔ اس مقام سے حضرات ساوات کرام کا اکرام و احترام بھی معلوم کرنا چاہئے۔ اور چونکہ شاگرد و مرید مثل اولاد کے ہیں تو اپنی استاد کا شاگرد یا اپنی پیر کا مرید بمنزلہ اولاد اپنی باپ کے ہوا

پس اس کے حقوق مثل بھائی کے سمجھے قرآن مجید میں لصاحب بالجنب جو آیا ہے اس میں بھی داخل ہے۔

فصل چہارم و ہم (حقوق شاگرد مرید) چونکہ شاگرد و مرید بمنزلہ اولاد کے ہے شفقت و دلسوزی میں، ان کا حق مثل حق اولاد کے ہے۔

فصل پانزدہم (حقوق زوجین) حقوق زوجین میں شوہر کے ذمہ یہ ہیں:- (۱) اپنی وسعت کے موافق اس کے نان و نفقہ میں دریغ نہ کرے۔

(۲) ان کو مسائل و بینہ سکھلاتا رہے۔ اور عمل نیک کی تاکید کرتا رہے۔

(۳) اس کے محارم اقارب سے گاہ بگاہ اس کو ملنے دے۔ اس کی کم فہمیوں

پر اکثر صبر و سکوت کرے۔ اگر اچانک ضرورت تاویب کی ہو تو توسط کا لحاظ

رکھے۔ اور زوجہ کے ذمہ یہ حقوق ہیں:- (۱) اس کی اطاعت اور ادب و

خدمت و دلجوئی و رعنا جوئی پورے طور سے بجالانے۔ البتہ غیر مشروع

امر میں عذر کر دے۔ (۲) اس کی گنجائش سے زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے۔

(۳) اس کا مال بلا اجازت خرچ نہ کرے۔ (۴) اس کے اقارب سے

سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رنج پہنچے۔ بالخصوص شوہر کے مال باپ کو

اپنا مخدوم سمجھ کر ادب و تعظیم سے پیش آتے۔

فصل شانزدہم (حاکم و محکوم) حاکم و محکوم کے حقوق میں حاکم میں

بادشاہ و نائب بادشاہ اور آقا و غیرہ، اور محکوم میں رعیت اور نوکر وغیرہ

سب داخل ہیں۔ اور جہاں مالک و مملوک ہوں وہ بھی داخل ہو جائینگے
 حاکم کے ذمہ یہ حقوق ہیں:- (۱) محکوم پر دشوار احکام نہ جاری کرے۔ (۲)
 اگر باہم محکومین میں کوئی منازعت ہو جائے عدل کی رعایت کرے۔ کسی
 جانب میلان نہ کرے۔ (۳) ہر طرح ان کی حفاظت و آرام رسانی کی فکر
 میں رہے۔ داد خواہوں کو اپنی پاس پہنچنے کے لئے آسان طریقہ مقرر کرے۔
 (۴) اگر اپنی شان میں اس سے کوئی کوتاہی یا خطا ہو جائے کثرت سے
 معاف کر دیا کرے۔ اور محکوم کے ذمہ یہ حقوق ہیں:- (۱) حاکم کی خیر خواہی
 و اطاعت کرے۔ البتہ خلاف شرع امر میں اطاعت نہیں۔ (۲) اگر حاکم
 سے کوئی امر خلاف طبع پیش آئے صبر کرے، شکایت و بددعا نہ کرے۔ البتہ
 اس کی نرم مزاجی کے لئے دعا کرے۔ اور خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اہتمام
 کرے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ احکام کے دل کو نرم کر دیں۔ ایک حدیث میں مضمون
 آیا ہے:- (۳) اگر حاکم سے آرام پہنچے اس کے ساتھ احسان کی شکر گزار کیرو۔
 (۴) براہ نفسانیت اس سے سرکشی نہ کرے۔ اور جہاں غلام پائے جاتے ہوں
 غلاموں کا نان نفقہ بھی واجب ہے۔ اور غلام کو اس کی خدمت چھوڑ کر بھاگ
 حرام ہے۔ باقی محکومین آزاد ہیں دائرے حکومت میں رہیں تک حقوق ہونگے
 اور خارج ہونے کے بعد ہر وقت مختار ہیں۔

فصل ہفتم (مصابہ) قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے سب کے ساتھ

علاقہ معاہرہ کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سر اور ساسے و پہنوتی اور داماد اور بہو اور ربیب یعنی بیوی کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر ہوتا ہے۔ اس لئے ان تعلقات میں بھی رعایت احسان و اخلاق کے کبیتہ خصوصیت کے ساتھ رکھنا چاہئے۔

فصل ہشتم (حقوق عام مسلمین) علاوہ اہل قرابت کے اجنبی مسلمانوں کے بھی حقوق ہیں۔ اصہبہ مانی نے تشریح و ترمیم میں بروایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حقوق نقل کئے ہیں۔ (۱) بھائی مسلمان کی بخشش کو معاف کرے۔ (۲) اس کے رونے پر رحم کرے (۳) اس کے غیب کو ڈھانکے۔ (۴) اس کے عذر کو قبول کرے۔ (۵) اس کی تکلیف کو دور کرے۔ (۶) ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرتا رہے۔ (۷) اس کی حفاظت و محبت کرے۔ (۸) اس کے ذمہ کی رعایت کرے۔ (۹) بیمار ہو، تو عیادت کرے۔ (۱۰) مر جائے تو جنازے پر حاضر ہو۔ (۱۱) اس کی دعوت قبول کرے۔ (۱۲) اس کا ہدیہ قبول کرے۔ (۱۳) اس کے احسان کے مکافات کرے۔ (۱۴) اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے۔ (۱۵) موقع پر اس کی نصرت کرے۔ (۱۶) اس کے اہل و عیال کی حفاظت کرے۔ (۱۷) اس کی حاجت روائی کرے۔ (۱۸) اس کی درخواست کو سنے۔ (۱۹) اس کی سفارش قبول کرے۔ (۲۰) اس کی مراد سونا امید نہ کرے۔

(۲۱) وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں یہ حکم اللہ کہے (۲۲)
 اس کی گمشدہ چیز کو اس کے پاس پہنچا دے۔ (۲۳) اس کے سلام کا
 جواب دے۔ (۲۴) نرمی و خوش خلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے۔
 (۲۵) اس کے ساتھ احسان کرے۔ (۲۶) اگر وہ اس کے بھروسہ قسم
 کھا بیٹھے تو اس کو پورا کر دے۔ (۲۷) اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو اسکی
 مدد کرے۔ اگر وہ کسی پر ظلم کرتا ہو روک دے۔ (۲۸) اس کے ساتھ
 محبت کرے دشمنی نہ کرے۔ (۲۹) اس کو رسوا نہ کرے۔ (۳۰) جو بات
 اپنی لئے پسند کرے اس کے لئے بھی پسند کرے۔

اور دوسری احادیث میں یہ حقوق زیادہ ہیں۔ (۳۱) ملاقات کو
 وقت اس کو سلام کرے اور مصافحہ بھی کرے تو اور بہتر ہے۔ (۳۲)
 اگر باہم اتفاقاً کچھ ریش ہو جائے تو تین روز سے زیادہ ترک کلام نہ کرے
 (۳۳) اس پر بدگمانی نہ کرے۔ (۳۴) اس پر حسد و بغض نہ کرے۔
 (۳۵) امر بالمعروف و نہی عن المنکر بقدر امکان کرے۔ (۳۶) چھوٹوں
 پر رحم اور بڑوں کی توقیر کرے۔ (۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہو جائے
 ان میں باہم صلح کرادے۔ (۳۸) اس کی غیبت نہ کرے۔ (۳۹)
 اس کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچائے نہ مال میں نہ آبرو میں۔ (۴۰) اگر
 سواری پر سوار نہ ہو سکے یا اس پر اسباب نہ لاو سکے تو اس کو سہارا لگا دے

بہ بہت بیری بات ہے۔

وہ صبح تک دیکھی وضع حفظاء، اسی طرح ہر دو دوسروں کا درست نگر ہو۔
 جیسے بیچیم و بیوہ یا عا جز و ضعیف یا مسکین و بیار و معذور یا مسافر یا
 ساکن، ان لوگوں کے یہ حقوق زرا تہ ہیں :- (۱) ان لوگوں کی مالی خدمت
 کرنا۔ (۲) ان لوگوں کا کام اپنی ہاتھ پاؤں سے کر دینا۔ (۳) ان لوگوں
 کی دیہوتی و تہمتی کرنا۔ (۴) ان کے حاجت و سوال کو رو نہ کرنا۔
 واصل لہرست حکم دہمضان، اسی طرح مہمان گداؤں کے یہ حقوق
 ہیں :- (۱) آمد کے وقت بوقت ظاہر کرنا؛ جانے کے وقت مع انہ
 دروازہ تک مثلاً ایوت کرنا۔ (۲) اس کی معمولات و ضروریات کا انتظام
 کہ جس سے اس کو راحت پہنچے۔ (۳) تو وضع و تحکم و مدارات کے
 ساتھ اس سے بیٹھی آنا، بلکہ اپنی ہاتھ سے اس کی خدمت کرنا (۴) کہ انہ
 ایلہ نہ اس کے لہو کھانے میں کسی قدر متوسطہ و رجحان کا تکلف کرنا اتنا ہی کہ
 جس میں نہ اپنے کو ضرور دہو نہ اس کو حجاب ہو۔ اور کم از کم تین روز تک
 اس کی مہمانداری کرنا۔ اتنا تو اس کا ضروری حق ہے۔ اس کو بعد جہت قدر
 وہ کھیرے شہ سہ زبان کی طرف سے احسان ہے۔ مگر خود مہمان کو
 مناسبت ہے کہ اس کو تنگ نہ کرے۔ نہ زیادہ کھیر کر، نہ بیجا فریادیں
 کرے، نہ اس کی بھونیز طحاصم و شہست و خدمت و بھیرہ میں دخل دے۔

فصل ہست و دوم (دوست) اسی طرح جس سے خصوصیت
 کے ساتھ دوستی ہو قرآن مجید میں اس کو اقارب و محارم کے ساتھ ذکر
 فرمایا ہے اس کے یہ آداب و حقوق ہیں۔ (۱) جس سے دوستی کرنا ہو اول
 اس کے عقائد و اعمال و معاملات و اخلاق خوب دیکھ بھال لے۔
 اگر سب امور میں اس کو مستقیم و صالح پائے اس سے دوستی کرے ورنہ
 دور رہے۔ صحبت بدیہ سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے۔ اور مشاہدہ سے
 بھی اس کا ضرر محسوس ہوتا ہے۔ جب ایسا کوئی ہم جنس ہم مشرب
 میسر ہو اس سے دوستی کا مضائقہ نہیں۔ بلکہ دنیا میں سب بڑھ کر
 راحت کی چیز دوستی ہے۔ (۲) اپنی جان و مال سے کبھی اس کے ساتھ
 دریغ نہ کرے (۳) کوئی امر خلاف مزاج اس سے پیش آجائے
 اس سے چشم پوشی کرے۔ اگر اتفاقاً شکر رنجی ہو جائے فوراً صفائی
 کر لے اس کو طول نہ دے۔ دوستوں کی شکایت حکایت کبھی لطف
 سے خالی نہیں مگر اس کو لے کر نہ بیٹھ جائے۔ (۴) اس کی خیر خواہی
 میں کسی طرح کوتاہی نہ کرے۔ نیک مشورہ سے کبھی دریغ نہ کرے
 اس کے مشورہ کو نیک نیتی سے سنے۔ اور اگر قابل عمل ہو قبول کرے۔
 اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان میں جس طرح متبہنی بنانے کی رسم ہے کہ
 اس کو بالکل تمام احکام میں مثل اولاد کے سمجھتے ہیں، شریعت میں

اس کی کوئی اصل نہیں۔ اثربنییت کا دوستی کے اثر سے زائد نہیں۔ چونکہ اس کے ساتھ قصداً خصوصیت پیدا کی ہے اس لئے دوستی کے ضابطہ میں اس کو داخل کر سکتے ہیں۔ باقی میراث وغیرہ اس کو کچھ نہیں مل سکتی، کیوں کہ میراث اضطراری امر ہے، اختیاری نہیں۔ کہ جس کو چاہا میراث والوادی، جس کو چاہا محروم کر دیا۔ یہاں معلوم ہوا کہ کہ ہندوستان میں جو رسم عاق کرتے کی ہے یعنی کسی اولاد کی نسبت کہہ مرتے ہیں کہ اس کو میری میراث نہ دیکھاؤ شرعاً محض باطل ہے جیسا اوپر معلوم ہوا کہ میراث اضطراری امر ہے اختیاری نہیں۔

فصل نسبت سوم (حقوق بنی آدم) جس طرح مشارکت قرابت
 یا اسلام سے بہت سے حقوق ثابت ہوتے ہیں، بعض حقوق محض مشارکت نوعی کی وجہ سے ثابت ہو جاتے ہیں، یعنی صرف آدمی ہونے کی وجہ سے ان کی رعایت واجب ہوتی ہے گو مسلمان نہ ہو وہ یہ ہیں :- (۱) بے گناہ کسی کو جانی یا مالی تکلیف نہ دیں۔ (۲) بے وجہ شرعی کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے۔ (۳) اگر کسی مصیبت، فاقہ و عرض میں مبتلا دیکھے اس کی مدد کرے، کھانا، پانی دیدے، علاج معالجہ کر دے۔ (۴) جس صورت میں شریعت

نے سزا کی اجازت دی ہے۔ اس میں بھی ظلم و زیادتی نہ کرے اُسکو
تیرساوے نہیں۔

فصل بست و چہارم (حقوق حیوانات) اسی طرح مشارکت
جنسی سے بھی بعض حقوق ثابت ہو جاتے ہیں۔ یعنی حیوانات کے حق
میں بھی ان کی رعایت لازم ہے۔ وہ یہ ہیں:۔ (۱) جس جانور کو کوئی
معتد بہ غرض متعلق نہ ہو اس کو مقید نہ کرے۔ بالخصوص بچوں کو آشیاء
سے نکال لانا اور ان کے مال باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے۔
(۲) جو جانور قابل انتقال ہے ان کو بھی محض مشغلے کے طور پر قتل نہ کرے
اس میں شکاری لوگ بہت مبتلا ہیں۔ (۳) جو جانور اپنے کام میں ہیں
ان کی خورد و نوش و راحت و رسانی و خدمت کا پورے طور سے اہتمام
کرے۔ ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لے۔ ان کو حد سے
زیادہ نہ مارے۔ (۴) جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے
کے قتل کرنا ہو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کر دے، اس کو تر پائے
نہیں۔ بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

فصل بست و چہارم۔ یہ حقوق مذکورہ تو وہ تھے جو ابتداً اس کے
ذمہ لازم ہیں اور بعض حقوق ہیں جو انسان خود اپنے اختیار سے اپنے
ذمہ کر لیتا ہے۔ ان میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ اور وہ نین قسم ہیں۔

قسم اول :- وہ حق جس کا سبب طاعت ہے وہ نذر ہے۔
 سو اگر عبادت مقصودہ کی نذر ہو تو اس کا ایفا فرض و واجب ہے۔ اور اگر
 عبادت غیر مقصودہ کی ہو تو ایفا مستحب ہے۔ اور اگر مباح کے ہو لغوی
 اگر معصیت کے ہو ایفا حرام ہے۔ اور غیر اللہ کی نذر ماننا قریشک کی ہے
قسم دوم :- جس کا سبب امر مباح ہے۔ جیسا کفارہ یمن
 مباح اور قضاے رمضان مسافر و مریض کے لئے یہ حقوق واجب
 الادا ہیں۔

قسم سوم :- جس کا سبب معصیت ہے۔ جیسے حدود
 اور کفارات جو بلا عذر شرعی روزہ افطار کرنے سے یا قتل خطا یا ظہار سے
 واجب ہوتے ہوں۔ یہ حقوق بھی واجب الادا ہیں۔ اور جن حقوق کا
 سبب اختیاری ہے بعض ان میں حقوق العباد ہیں وہ بھی مثل اقسام مذکورہ
 تین قسم ہیں۔

قسم اول :- جس کا سبب اطاعت ہو وہ وعدہ کا پورا کرنا ہے۔
 یہ ضروری ہے اس میں کوتاہی کرنا علامت نفاق کی فرمائی گئی۔

قسم دوم :- جس کا سبب امر مباح ہو وہ دین ہے اور جو
 مثل دین کے ہو جس طرح مبیعہ کا تسلیم کرنا اور مشکوٰۃ کا اپنی نفس
 کو سپرد کرنا، اور شفیع کو جاننا اور مطلوبہ دیدینا، قیمت ادا کرنا، مہر ادا کرنا

مزدوری کی مزدوری دینا، عاریت اور امانت واپس کرنا یہ سب واجب ہیں۔
 قسہ دسوم :- جس کا سبب معصیت ہو جیسے کسی کو قتل
 کر دینا، کسی کا مال چھین لینا یا پھر لینا یا خیانت کرنا یا کسی کی آبروریزی
 کرنا، سخت زبانی سے یا غیبت سے ان امور کا تدارک اور معاف کرنا
 فرض ہے ورنہ آخرت میں اس کے بدلہ عبادت دینی ہوگی، یا سزا
 جھیلنی پڑے گی۔

خاتمہ

جو حقوق اس کے ذمہ ہوں اگر وہ حقوق اللہ ہیں سو اگر عبادت
 سے ہیں تو ان کو ادا کرے۔ مثلاً اس کے ذمہ نمازیں یا کچھ روزے
 یا زکوٰۃ وغیرہ رہ گئی ہو ان کو حساب کر کے پورا کرے۔ اور در صورت
 عدم گنجائش وقت یا مال ان کے ادا کرنے کا ارادہ دل میں رکھے
 جب وسعت ہو اس وقت کوتاہی نہ کرے۔ اور اگر معافی میں سے
 ہیں ان سے توبہ صادق کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب معاف
 ہو جائے گا۔ اور اگر وہ حقوق العباد ہیں جو ادا کرنے کے قابل ہوں
 ادا کرے یا معاف کرے۔ مثلاً قرض یا خیانت وغیرہ اور جو صرف
 معاف کرانے کے قابل ہوں انکو فقط معاف کر لے، مثلاً غیبت
 وغیرہ اور اگر کسی وجہ سے اہل حقوق سے نہ معاف کر سکتا ہے۔

نہ ادا کر سکتا ہے تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ استغفار کرتا رہے۔
 عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو رونا مند کر کے
 معاف کرادیں۔ مگر جب قدرت ایفا یا استغفار کی ہو اس وقت
 اس میں دریغ نہ کرے۔ اور جو حقوق خود اوروں کے ذمہ رہ گئے ہوں
 جن سے امید وصول کی ہو بہ نر می اُن سے وصول کرے اور جن سے
 امید نہ ہو یا وہ قابل وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ سو اگر قیامت
 میں ان کے عوض حسنت ملنے کی توقع ہے، مگر معاف کر دینے
 میں اور زیادہ فضیلت وارد ہوتی ہے۔ اس لئے بالکل معاف
 کر دینا بالکل بہتر ہے، بالخصوص جب کوئی شخص معذرت و معافی
 چاہے۔ فقط والسلام۔

تبت بالخیر

ہر قسم کی درسی و غیر درسی دینی و مذہبی کتب مطبوعات پاکستان و ہندوستان و
 مصر و شام و غنیرہ ملنے کے پتے۔

کراچی میں :- کتب خانہ اشرف العلوم نانک واڑہ کراچی

لاہور میں :- ادارہ اسلامیات ۱۹۰۰ نئی انارکلی - لاہور

۳۱۸۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و صلوة کے بعد عرض ہے کہ اس وقت دین کے پانچ اجزاء میں سے عوام فری
 تو صرف دو ہی چیزیں کو داخل دین سمجھا، یعنی عقائد و عبادات کو، اور علماء ظاہر نے تیسرے
 چیز کو بھی دین ا کیا، یعنی معاملات کو۔ اور مشائخ نے چوتھے چیز کو بھی دین قرار
 دیا۔ یعنی اخلاق باطنی کی اصلاح کو۔ لیکن ایک پانچویں چیز کو کہ وہ ادب معاشرت ہی
 قریب قریب ان تینوں طبقوں نے الٹا اشارہ اللہ اکثر نے تو اعتقاد دین سے خارج اور
 بے تعلق قرار دے رکھا ہے اور اسی وجہ سے اور اجزاء کی تو کم و بیش خاص طور پر یا عام طور
 پر یعنی وعظ میں کچھ تعلیم و تلقین بھی ہے، لیکن اس چیز کا کبھی زبان پر نام تک بھی نہیں آتا۔
 اسی لئے علماء و عملاً یہ چیز بالکل نیسیا منسیا ہو چلا ہے۔ اور میرے نزدیک باہمی الفت
 و اتفاق میں جس کی شریعت نے سخت تاکید کی ہے۔ اور اس وقت عقلاء بھی بہت
 ہتھی و پکار کر رہے ہیں۔ جو کئی ہے اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ معاشرت بھی ہے۔
 کیونکہ اس سے ایک کو دوسرے سے تکدر و انقباض ہوتا ہے۔ اور وہ رافع مانع ہے
 انبساط و انشراح کا اعظم مدار ہے الفت باہم گرا، حالانکہ خود اس خیال کو کہ اس کو دین کی
 کوئی مس نہیں، آیات و احادیث و اقوال حکماء دین کے رد کرتے ہیں۔ چنانچہ

ان میں سے بعض بطور نمونہ کے پیش کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :-
 "اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہ فراخ
 کر دو تو جگہ کو فراخ کر دیا کرو، اور جب تم سے کہا جائے کہ کھڑے
 ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو۔"
 اور ارشاد ہے کہ :-

"دوسرے کے گھر میں گو وہ مردانہ ہو، مگر خاص خلوت گاہ ہو بے اجازت
 لئے مت جا یا کرو۔" دیکھتے اس میں اپنے جلیسوں کی راحت کی رعایت کا
 کس طرح حکم فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "ایک ساتھ کھانے
 کے وقت دو دو چھوڑے ایک دم سے نہ لینا چاہئے، تا وقتیکہ اپنے رفیقوں سے
 اجازت نہ لے لے۔" دیکھتے اس میں ایک نہایت خفیف امر سے محض اس وجہ سے
 کہ بے تمیزی ہے، اور دوسروں کو ناگوار ہوگا، ممانعت کر دی۔ اور حضور ہی کا ارشاد
 ہے کہ "جو شخص لہسن اور پیاز (خام) کھائے، تو ہم سے یعنی (مجمع) سے علیحدہ رہے،"
 دیکھتے اس خیال سے کہ دوسروں کو ایک خفیف سی اذیت ہوگی، منع فرمادیا اور ارشاد
 فرمایا ہے کہ "مہان کو حلال نہیں کہ میزبان کے پاس اس قدر قیام کرے کہ وہ تنگ ہو جائے۔"
 اس میں ایسے ممانعت ہے جس سے دوسروں کے قلب پر تپتی ہو۔ اور ارشاد فرمایا ہے
 کہ "لوگوں کے ساتھ کھانے کے وقت گو پیٹ بھر جائے، مگر جب تک کہ دوسرے
 لوگ فارغ نہ ہو جائیں، ہاتھ نہ کھینچے، کیونکہ اس سے دوسرا کھانے والا شرمناک رہتا
 ہے۔" اور شاید اس کو ابھی کھانے کی حاجت باقی ہو۔" اس سے ثابت ہوتا ہے
 کہ ایسا کام نہ کرے جس سے دوسرا آدمی شرمناک جائے۔ بعض آدمی طبعی طور پر محسوس

۱۔ سورۃ مجادلہ ۱۱، سورۃ نور ۲۴، متفق علیہ ۲۵، متفق علیہ ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳

میں کسی چیز کے لینے سے شرماتے ہیں اور ان کو گمراہی ہوتی ہے یا ان سے مجمع میں کوئی چیز مانگی جائے تو انکار و عذر کرنے سے شرماتے ہیں، گو پہلی صورت میں لینے کو جی چاہتا ہو اور دوسری صورت میں دینے کو جی نہ چاہتا ہو ایسے شخص کو مجمع میں نہ دے، نہ مجمع میں اس سے مانگے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ ایک بار حضرت جابرؓ درود و ملت پر حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، آپ نے پوچھا کون ہے، انہوں نے عرض کیا میں ہوں، آپ نے ناگواری سے فرمایا، میں ہوں میں ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ بات صاف کہے کہ جس کو دوسرا سمجھ سکے۔ ایسی گول بات کہنا جس کے سمجھنے تکلیف ہو انہیں میں ڈالتا ہوں۔ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا، مگر آپ کو دیکھ کر اس لئے کھڑے نہ ہوتے تھے کہ جانتے تھے کہ آپ کو ناگوار ہوتا ہے۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی خاص ادب و تعظیم یا کوئی خاص خدمت کسی کے مزاج کے خلاف ہو اس کے ساتھ وہ معاملہ نہ کرے، گو اپنی خواہش ہو، مگر دوسرے کی خواہش کو اس پر مقدم رکھے۔ بعض لوگ جو بعض خدمات میں اصرار کرتے ہیں، بزرگوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور ارشاد ہے کہ ایسے دو شخصوں کے درمیان میں (جو قصد پاس پاس بیٹھے ہوں) جا کر بیٹھنا حلال نہیں، بدون ان کے اذن کے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کوئی ایسی بات کرنا جس سے دوسروں کو کدورت ہو، نہ چاہئے۔ اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنا منہ ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے، اور آواز کو پست فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے جلیس کی اتنی رعایت کرے کہ اس کو سخت آواز سے بھی اذیت و وحشت نہ ہو۔ اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے، بو عشاہ
 اگر لیٹ رہتے۔ حضور اقدس میں دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ ہمانوں کے سونے
 اور جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا اس لئے سلام تو کرتے تھے کہ شاید جاگتے
 ہوں، اور ایسا آہستہ سلام کرتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سن لیں، اور اگر سوتے ہوں
 تو آنکھ نہ کھلے۔ اس سے بھی وہی اہتمام معلوم ہوا جو اس سے پہلی حدیث میں
 معلوم ہوا تھا۔ اور بکثرت حدیثیں اس باب کی موجود ہیں، روایات فقہیہ میں
 ایسے شخص کو جو طعام وغیرہ یا درس یا اوراد میں مشغول ہو، سلام نہ کرنا مصرح ہے،
 جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بلا ضرورت کسی مشغول شغل ضروری کے قلب کو
 منتشر اور جانب کرنا شرعاً ناپسند ہے، اسی طرح گندہ دہنی کے مرض میں جو شخص
 مبتلا ہو اس کو مسجد میں نہ آنے دینا بھی فقہار نے نقل کیا ہے جس سے صاف معلوم
 ہوتا ہے کہ لوگوں کی اذیت کے اسباب کا انسداد نہایت ضروری ہے۔ ان دلائل
 میں مجموعی طور پر نظر کرنے سے بدالالت واضح معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے نہایت
 درجہ پر اس کا خاص طور سے اہتمام کیا ہے کہ کسی شخص کی کوئی حرکت، کوئی حالت
 دوسرے شخص کے لئے ادنیٰ درجہ میں بھی کسی قسم کی تکلیف و اذیت یا نقل و گرائی،
 یا ضیق و تنگی یا تکدر یا انقباض یا کراہت و ناگواری، یا تشویش و پریشانی یا توحش و
 خلیجان کا سبب و موجب نہ ہو اور شارع علیہ السلام نے اپنے قول اور اپنی فعل ہی
 سے صرف اس کے اہتمام کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ خدام کے قتل و اغتنام کے
 موقع پر ان آداب کے عمل کرنے پر بھی مجبور فرمایا اور ان سے کام لے کر بھی بتلایا
 چنانچہ ایک صحابی ایک ہدیہ لے کر آپ کی خدمت میں بدون سلام اور بدون استیذان

داخل ہو گئے، آپ نے فرمایا باہر واپس جاؤ اور اتسلام علیکم کیا میں حاضر ہوں کہہ کر پھر آؤ، اور فی الحقیقت حسن اخلاق مع الناس کا راس و اساس ایک امر ہے کہ کسی کو کسی سے کلفت و ایذا نہ پہنچے، جس کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جامع الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے: **الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ** لسانہ وید: (رواہ البخاری) اور جس امر سے اذیت ہو گو وہ صورت خدمت مالی ہو یا جانی ہو، یا ادب و تعظیم ہو، جو عرف میں **حُسنِ خلق** سمجھا جاتا ہے مگر اس حالت میں وہ سب سُو خلق میں داخل ہے۔ کیونکہ راحت، کہ جانِ خلق ہے مقدم ہے خدمت پر کہ پوستِ خلق ہے۔ اور **شرب البالی** کا بیکار ہونا ظاہر ہے، اور گوشائے ہونے کے مرتبہ میں باب معاشرت مؤخر ہے باب عقائد و عبادات فریضہ سی، لیکن اس اعتبار سے کہ عقائد و عبادات کے اخلال سے اپنا ہی ضرر ہے اور معاشرت کے اخلال سے دوسروں کا ضرر ہے، اور دوسروں کو ضرر پہنچانا اشد ہے اپنے نفس کو ضرر پہنچانے سے) اس درجہ میں اس کو ان دونوں پر تقدم ہے، آخر کوئی بات تو ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان میں **الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هُمْ ذُنُوٌّ وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا** کو، کہ وال ہے **حُسنِ معاشرت** پر ذکر میں مقدم فرمایا، **صلوة و خشیت و اعتدال فی الاتفاق و توحید** پر جو کہ باب طاعات مفروضہ و عقائد سے ہیں اور یہ تقدم علی الفرائض تو محض بعض وجوہ سے ہے،

۱۱ لوگوں کے ساتھ اچھی عادت ہونا ۱۲ مسلمان (کامل) تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے بھی کسی کو تکلیف نہ ہو ۱۳ کو بخاری نے روایت کیا ۱۴ اچھی عادت ۱۵ کہ بری عادت ۱۶ پھلکا بغیر معرکہ ۱۷ جو لوگ کہ زمین پر متواضع چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل کوئی بات چیت کرنے میں تو اچھی بات کہتے ہیں ۱۸ نماز اور خوف و خیرج میں اعتدال کرنے اور توحید ۱۹ شہ فریضہ پر مقدم کرنا ۲۰

لیکن نقل عبادت پیر اس کا تقدم من کل الوجوه ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو عورتوں کا ذکر کیا گیا، ایک تو نماز روزہ کثرت سے کرتی تھی، دوسری نوافل، کیونکہ کثرت اسی میں ہو سکتی ہے، مگر اپنے ہمسایوں کو ایذا پہنچاتی تھی۔ دوسری زیادہ نماز روزہ نہ کرتی تھی یعنی صرف ضروریات پر اکتفا کرتی تھی، مگر ہمسایوں کو ایذا نہ دیتی تھی، آپ نے پہلی کو دوزخی اور دوسری کو جنتی قرار دیا۔ اور باب معاملات سے گو اس حیثیت مذکورہ سے یہ مقدم نہیں کیونکہ اس کے اخلاص سے بھی دوسروں کو ضرر پہنچتا ہے۔ مگر ایک دوسری حیثیت سے یہ اس سے بھی اہم ہے۔ اور وہ یہ کہ عوام نہ سہی مگر خواص باب معاملات کو داخل دین سمجھتے ہیں۔ اور باب معاشرت کو بجز اختصاص الخواص کے بہت خواص بھی داخل دین نہیں سمجھتے۔ اور جو بعض سمجھتے بھی ہیں مگر معاملات کے برابر اس کو مہتمم بالشان اعتقاد نہیں کرتے اور اسی وجہ سے عملاً بھی اس کا اعتناء کم کرتے ہیں، اور اخلاق باطنی کی اصلاح عبادات مفروضہ کے حکم میں ہے، جو حیثیت تقدم معاشرت علی العبادات کی اوپر مذکور ہو چکی ہے وہ یہاں بھی جاری ہے۔ غرض اس جہزہ یعنی باب معاشرت کا سب اجزاء دین سے مقدم و مہتمم بالشان ہونا کسی سے من وجہ اور کسی سے من وجہ ثابت ہو گیا، مگر باوجود اس کے عوام کا تو بکثرت اور خواص میں سے بعض کا اسکی طرف خود عملاً بھی التفات کم ہے اور جو کسی نے خود عمل بھی کیا، مگر دوسروں کو خواہ وہ اجانب ہوں یا اپنے متعلقین ہوں روک ٹوک یا تعلیم و اصلاح کرنا تو مفقود محض ہے، اس وجہ سے مدت سے اس کی ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ کچھ ضروری آداب معاشرت جن کا اکثر اوقات موقع اور اتفاق پڑتا ہے، تحریر اضبط کر دیے جائیں،

لے ترغیب و ترہیب مندری عن احمد و یزار دین جان و حاکم و ابویکر بن ابی

۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳

۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳ ۱۲۱۳

اور گو یہ احقر مدتوں سے اپنے متعلقین کو ایسے مواقع پر زبانی احتساب کرتا رہتا ہے
گو اس میں میری اتنی خطا ضرور ہے کہ بعض وقت مزاج میں حدت پیدا ہوتی ہے
اللہ تعالیٰ معاف کر کے اصلاح فرمائے۔ اور اکثر وعظ میں بھی ایسے امور کی تعلیم و تبلیغ
کرتا ہوں، مگر حسب قول مشہور العلم صید و الکتابۃ قید جو بات تحریر میں
ہے تقریر میں کہاں، اس لئے تحریر ہی کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی تھی، مگر اتفاق
سے دیر ہی ہوتی گئی، خدا تے تعالیٰ کے علم میں اس کا یہی وقت مقدر تھا، خدا اور
کیفیتما اتفق جو بات یاد آتے گی یا پیش آتے گی بلا کسی خاص ترتیب کے لکھتے
چلا جاؤں گا، اگر یہ سراسر سالہ بچوں بلکہ بڑوں کو بھی پڑھا یا جائے تو انشاء اللہ
دنیا ہی میں لطف جنت نصیب ہونے لگے گا، جیسا کہا گیا ہے سہ
بہشت آنجا کہ آزار و نباشد کے رابا کے کار و نباشد

واللہ ولی التوفیق وهو خیر مرافیق۔

ادب۔ جب کسی کے پاس ملنے یا کچھ کہنے جاؤ اور اس کو کسی شغل کی وجہ
سے فرصت نہ ہو، مثلاً قرآن کی تلاوت کر رہا ہے یا وظیفہ پڑھ رہا ہے یا قصداً
مقام خلوت میں بیٹھا کچھ لکھ رہا ہے، پاسونے کے لئے آمادہ ہے یا قرآن سے اور کوئی
ایسی حالت معلوم ہو جس سے غالباً اس شخص کی طرف منوجہ ہونے سے اس کا
حرج ہو گا یا اس کو گرانی و پریشانی ہوگی، ایسے وقت میں اس سے کلام و سلام
مت کرو، بلکہ یا تو چلے جاؤ، اور اگر بہت ہی ضرورت کی بات ہو تو مخاطب سے
پہلے پوچھ لو کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، پھر اجازت کے بعد کہہ دے، اس سے تنگی
نہیں ہوتی۔ اور یا فرصت کا انتظار کرو، جب اس کو فارغ دیکھو مل لو۔

ادب۔ جب کسی کے انتظار میں بیٹھنا ہو تو ایسے موقع پر اور اس طور سے
مت بیٹھو کہ اس شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ تم اس کا انتظار کر رہے ہو، اس سے

خواہ مخواہ اس کا دل مشوش ہو جاتا ہے اور اس کی یکسوئی میں خلل پڑتا ہے، بلکہ اس سے دُور اور نگاہ سے پوشیدہ ہو کر بیٹھو۔

ادب۔ مصافحہ ایسے وقت مت کرو کہ دوسرے کے ہاتھ لیے شغل میں رُکے ہوں کہ ہاتھ خالی کرنے میں اس کو خلجان ہوگا، بلکہ سلام پر کفایت کرو اور اسی طرح مشغولی کے وقت میں بیٹھنے کے لئے منتظر اجازت مت رہو بلکہ خود بیٹھ جاؤ۔

ادب۔ بعض آدمی صاف بات نہیں کہتے، تکلف کے کنایات کے استعمال کو ادب سمجھتے ہیں، اس سے بعض اوقات مخاطب نہیں سمجھتا یا غلط سمجھتا ہے جس سے فی الحال یا فی المال پریشانی ہوتی ہے، بات بہت واضح کہنا چاہئے۔

ادب۔ بعض آدمی بلا ضرورت دوسرے شخص کی پشت کے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں اس سے دل الجھتا ہے، یا پشت کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں، سو اگر وہ اپنی جگہ سے اٹھنا چاہے تو پیچھے نماز پڑھنے والے کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتا اور مجبوس ہو جاتا ہے اور اس سے تنگی ہوتی ہے۔

ادب۔ بعض آدمی مسجد میں ایسی جگہ نیت باندھتے ہیں کہ گذریوالوں کا راستہ بند ہو جاتا ہے مثلاً در کے سامنے یا دیوار شرقی سے بالکل میل کر کے پشت کی طرف سے نکلنے کی گنجائش رہے اور نہ سامنے سے بوجہ گناہ کے گذر سکے، سو ایسا نہ کرے، بلکہ دیوار قبلہ کے قریب ایک گوشہ میں نماز پڑھے۔

ادب۔ کسی کے پاس جاؤ تو سلام سے یا کلام سے یارو بیرو بیٹھنے سے غرض کسی طرح سے اس کو اپنے آنے کی خبر دو۔ اور بدون اطلاع کے آڑ میں ایسی جگہ مت بیٹھو کہ اس کو تمہارے آنے کی خبر نہ ہو، کیونکہ شاید وہ کوئی ایسی بات کرنا چاہے جس پر تم کو مطلع نہ کرنا چاہے تو بدون اس کی رضا کے اس کے

راز پر مطلع ہونا بھری بات ہے۔ بلکہ اگر کسی بات کے وقت یہ احتمال ہو کہ تمہاری بے خبری کے گمان میں وہ بات ہو رہی ہے تو تم فوراً وہاں سے جدا ہو جاؤ یا اگر تم کو سوتا سمجھ کر ایسی بات کرنے لگے تو فوراً اپنا بیدار ہونا ظاہر کر دو۔ البتہ اگر تمہارے یا کسی اور مسلمان کی ضرر رسانی کی کوئی بات ہوتی ہو تو اس کو ہر طرح سے لینا درست ہے تاکہ حفاظت ضرر سے ممکن ہو۔

ادب ۱۔ کسی ایسے شخص سے کوئی چیز مت مانگو کہ قرآن سے یقین ہو کہ وہ باوجود گمراہی کے بھی انکار نہ کر سکے گا اگرچہ یہ مانگنا بطور قرض یا رعایت ہی کے ہو، البتہ اگر یہ یقین ہو کہ اس کو گمراہی ہی نہ ہوگی یا اگر گمراہی ہوتی تو یہ آزادی سے عذر کر دے گا تو مضائقہ نہیں۔ اور یہی تفصیل ہے کسی کام بتلانے میں کوئی فرمائش کرنے میں، کسی سے کسی کی سفارش کرنے میں اس میں آجکل بہت ہی تساہل ہے۔

ادب ۲۔ اگر کسی بزرگ کا جو تہ اٹھانا چاہو تو جس وقت وہ پاؤں سے نکال رہے ہوں اس وقت ہاتھ میں مت لو، اس سے بعض اوقات دوسرا آدمی گر پڑتا ہے۔

ادب ۳۔ بعض اوقات بعض خدمت دوسرے سے لینا پسند نہیں ہوتا سو ایسی خدمت پر اصرار نہ کرنا چاہئے۔ کہ خود مخدوم کو تکلیف ہوتی ہے، اور یہ بات اس مخدوم کی صریح مانعت یا قرآن سے معلوم ہوتی ہے۔

ادب ۴۔ کسی کے پاس بیٹھنا ہو تو نہ اس قدر مل کر بیٹھو کہ اس کا دل گھبراوے اور نہ اس قدر فاصلے سے بیٹھو کہ بات چیت کرنے میں تکلف ہو۔

ادب ۵۔ مشغول آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کو مت تلو کہ اس سے دل بٹتا ہے اور دل پر بوجھ معلوم ہوتا ہے، بلکہ خود اس کی طرف متوجہ ہو کر بھی مت بیٹھو۔

ادب۔ اگر کسی کے ہاں مہمان جاؤ اور تم کو کھانا کھانا منظور نہ ہو خواہ تو اس وجہ سے کہ نکھانے ہو یا روزہ ہو یا کسی وجہ سے کھانے کا ارادہ نہ ہو تو فوراً جاتے ہی اس کی اطلاع کرو کہ میں اس وقت کھانا نہ کھاؤں گا، ایسا نہ ہو کہ وہ انتظام کرے اور انتظام میں اس کو تعب بھی ہو پھر کھانے کے وقت اس سے یہ اطلاع کرو تو اس کا یہ سب اہتمام و طعام ضائع ہی گیا۔

ادب۔ اسی طرح مہمان کو چاہئے کہ کسی کی دعوت بدون میزبان سے اجازت حاصل کئے ہوئے قبول نہ کرے۔

ادب۔ اسی طرح مہمان کو چاہئے کہ جہاں جاتے میزبان سے اطلاع کر دے تاکہ اس کو کھانے کے وقت تلاش میں پریشانی نہ ہو۔

ادب۔ کوئی حاجت لے کر کہیں جاتے تو موقع پا کر فوراً اپنی بات کہدے۔ انتظار نہ کر لے۔ بعض آدمی پوچھنے پر تو کہہ دیتے ہیں کہ صرف ملتے آئے ہیں جب وہ بے فکر ہو گیا اور موقع بھی نہ رہا، اب کہتے ہیں کہ ہم کو کچھ کہنا ہے، تو اس سے بہت اذیت ہوتی ہے۔

ادب۔ اسی طرح جب بات کرنا ہو، سامنے بیٹھ کر بات کرے، پشت پر سے بات کرنے سے الجھن ہوتی ہے۔

ادب۔ کوئی چیز کسی شخصوں کے استعمال میں آتی ہے تو جو شخص اس کو اٹھا کر کام لے بعد فراغ جس جگہ سے اٹھائی تھی وہاں ہی رکھ دے۔ اس کا بہت اہتمام کرے۔

ادب۔ بعض دفعہ کسی ایسے موقع پر جہاں ہر وقت چار پائی نہیں بچھی رہتی سونے یا بیٹھنے کے لئے چار پائی بچھانی جاتی ہے، سو جب فراغ ہو جاوے اس جگہ سے اٹھا کر کہیں ایک طرف رکھ دے، تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

ادب ۱۔ کسی کا خط جس کے تم مکتوب الیہ نہ ہو مت دیکھو، نہ حاضرانہ جیسے بعض آدمی لکھتے ہیں دیکھتے جاتے ہیں، اور نہ غائبانہ۔

ادب ۲۔ اسی طرح کسی کے سامنے کاغذات رکھے ہوں، ان کو اٹھا کر مت دیکھو، شاید وہ شخص کسی کاغذ کو تم سے پوشیدہ کرنا چاہتا ہے، گو وہ چھپا کیوں نہ ہو، کیونکہ بعض دفعہ وہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کاغذ کا اس شخص کے پاس ہونا تم کو معلوم ہو۔

ادب ۳۔ جو شخص کھانے کے لئے جا رہا ہو یا بلا یا گیا ہو اس کے ساتھ اس مقام تک مت جاؤ، کیونکہ صاحب خانہ شرما کر کھانے کی تو اضع کرتا ہے، اور دل اندر سے نہیں چاہتا، اور بعضے جلدی قبول کر لیتے ہیں تو صاحب خانہ کی بلا رضا کھانا کھایا اور اگر قبول نہ کیا ہو تو صاحب خانہ کی سبکی ہے۔ پھر خود صاحب خانہ کا اول و ہلہ میں تردد یہ بھی مستقل ایذا ہے۔

ادب ۴۔ جب کسی شخص سے کوئی حاجت پیش کرنا ہو، جس کو پہلے بھی ذکر کر چکا ہو تو دوبارہ پیش کرنے کے وقت بھی پوری بات کہنا چاہئے۔ قرآن پر یا پہلی بات کے بھروسہ پر نام تمام بات نہ کہے، ممکن ہے مخاطب کو پہلی بات یاد نہ رہی ہو، اور غلط سمجھ جائے یا نہ سمجھنے سے پریشان ہو۔

ادب ۵۔ بعض آدمی پیچھے پیچھے کر کھنکارا کرتے ہیں تاکہ کھنکارنے کی آواز سن کر یہ شخص ہم کو دیکھے اور پھر ہم سے بات کرے، سو اس حرکت سخت اذیت ہوتی ہے اس سے تو یہی بہتر ہے کہ سامنے آ بیٹھے، اور جو کچھ کہنا ہو کہہ دے، اور مشغول آدمی کے ساتھ یہ بھی جب کرے کہ سخت ضرورت ہو، ورنہ بہتر یہی ہے کہ اس کے فارغ ہونے تک بیٹھ جاؤ کہ اس کو اس کے آنے کی اطلاع بھی نہ ہو، ورنہ اس سے بھی احیاناً پریشان ہو جاتا ہے، پھر جب یہ فارغ ہو جائے پاس

آئیٹھے اور جو کچھ کہنا ہو کہ سن لے ۱

ادب ۲۵۔ جو آدمی تیزی کے ساتھ جارہا ہو راستہ میں اس کو مصافحہ کے لئے مت روکو، کہ شاید اس کا کوئی عرج ہو، اسی طرح اس کو ایسے وقت میں کھڑا کر کے بات مت کرو۔

ادب ۲۶۔ بعض آدمی مجلس میں پہنچ کر سب کے الگ الگ مصافحہ کرتے ہیں، اگرچہ سب سے تعارف نہ ہو، جس میں بہت وقت صرف ہوتا ہے، اور فرار غمک تمام مجلس مشغول و پریشان رہتی ہے مناسب یہ ہے کہ جس کے پاس قصد کر کے آتے ہو اس کے مصافحہ پر کفایت کرو، البتہ اگر دوسروں سے بھی تعارف ہو تو معذرت نہ لیں۔

ادب ۲۷۔ اگر کہیں جاتے اور صاحب خانہ سے کچھ حاجت یا فرمائش کرنا ہو مثلاً کسی بزرگ سے کوئی تبرک لینا ہو تو ایسے وقت میں اس کو ظاہر کر دو اور درخواست کرو کہ اس شخص کو اس کے پورا کرنے کا وقت بھی ملے۔ بعض آدمی عین رخصت ہونے کے وقت فرمائش کرتے ہیں تو اس میں صاحب خانہ کو بہت تنگی پیش آتی ہے وقت تو محدود ہوتا ہے کیونکہ مہمان جانے پر تیار ہے اور ممکن ہے کہ اس محدود وقت کے اندر اس کو مہلت نہ ہو، کسی کام میں مشغول ہو پس نہ تو اس کے کام کا سرج گوارا ہی نہ اس درخواست کا رد کرنا گوارا ہے تو اس سے بہت تنگی پیش آتی ہے۔ تو ایسا کام کرنا جس سے دوسرے شخص کو تنگی ہو روا نہیں۔ اور تبرک مانگنے میں اس کا بھی لحاظ رکھو کہ وہ چیز ان بزرگ سے بالکل زائد ہو۔ ورنہ سہل یہ ہے کہ چیز اپنے پاس سے یہ کہہ کر ان کو دے دو کہ آپ اس کا استعمال کر کے ہم کو دیجئے۔

ادب ۲۸۔ بعض آدمی تھوڑی بات پکار کر کہتے ہیں اور تھوڑی بات بالکل کہتے کہ بالکل سنائی ہی نہ دے یا نام تمام سنائی دے اور دونوں صورتوں میں ممکن ہے

کہ سامع کو غلط فہمی یا تردد و الجھن ہو اور دونوں کا نتیجہ ناگوار ہے، بات کے ہر جز کو بہت صاف کہنا چاہئے،

ادب ۲۹۔ بات کو اچھی طرح توجہ سے سُننا چاہئے اور اگر کچھ شبہ رہے تو مشکل سے فوراً دوبارہ تحقیق کرنا چاہئے بے سمجھے محض اجہتاؤ سے عمل نہ کرے، بعض اوقات غلط فہمی کے ساتھ عمل کرنے سے مشکل کو اذیت ہوتی ہے۔

ادب ۳۰۔ اگر کوئی اپنا مطاع کوئی کام بتلاتے تو اس کو پورا کر کے ضرور اطلاع دینا چاہئے، اکثر اوقات وہ انتظار میں رہتا ہے۔

ادب ۳۱۔ کہیں مہمان جاتے تو وہاں کے انتظامات میں مہمان ہونگی حیثیت سے ہرگز دخل نہ دے، البتہ اگر میزبان کوئی خاص انتظام اس کے سپرد کر دے تو اس کے اہتمام کا مضائقہ نہیں۔

ادب ۳۲۔ جب اپنے سے بڑے کے ساتھ ہو بدون اس کی اجازت کے مستقل کوئی کام نہ کرنا چاہئے۔

ادب ۳۳۔ ایک نووارد شخص سے پوچھا گیا کہ تم کب جاؤ گے؟ اس نے جواب دیا جب حکم ہو۔ اس پر تعلیم کی گئی کہ یہ مہمل جواب ہے، مجھ کو کیا خبر کہ تمہاری کیا حالت ہے، کیا مصلحت ہے، کس قدر گنجائش وقت میں ہے۔ یوں چاہئے کہ

جواب میں اپنے ارادہ سے اطلاع دے، اور اگر ایسا ہی ادب و اطاعت و تلوین کا غلبہ ہے تو بعد اطلاع ارادہ کے اتنا اور کہہ دے کہ میرا تو ارادہ اس طرح ہے،

آگے جس طرح حکم ہو۔ غرض ایسا جواب مت دو کہ پوچھنے والے پر ہار پڑے۔

ادب ۳۴۔ ایک طالب علم نے کسی کے لئے تعویذ در روزہ مانگا، اس کو تعلیم کیا گیا کہ طالب علم کو دوسروں کے سوا سچ دنیویہ پیش نہ کرنا چاہئے، اگر کوئی شخص اس سے ایسی فرمائش کرے تو عذر کر دے کہ ہم کو اس سے منع کرو، خلاف ادب ہے۔

ادب۔ ایک طالب علم مہمان آتے جو پہلے بھی آئے تھے اور دوسری جگہ ٹھیرے تھے، اور اب کی بار یہاں ٹھیرنے کے قصد سے آئے مگر ظاہر نہیں کیا کہ اس دفعہ تمھاری پاس ٹھیرا ہوں۔ اس لئے کھانا نہیں بھیجا گیا، بعد میں پوچھنے سے معلوم ہوا، کھانا منگا یا گیا، اور ان کو فہمائش کی کہ ایسی حالت میں از خود ظاہر کر دینا چاہتا تھا، کیونکہ بے کہے کیسے معلوم ہو، اور بوجہ اس کے کہ پہلے اور جگہ قیام کیا تھا، کیسے احتمال ہو کہ خود ہی پوچھ لیا جائے۔

ادب۔ مہمان را با فضولے چه کار، ایک مہمان نے دو سکر مہمان سے کہا تھا کہ کھانا تیار ہے۔

ادب۔ ایک مہمان صاحب نے میزبان کے خادم سے پانی یہ کہہ کر مانگا کہ پانی لاؤ۔ فرمایا کہ ٹھکم کا لہجہ ہرگز نہیں چاہتے۔ یہ بد اخلاقی ہے۔ یوں کہنا چاہتا کہ تھوڑا پانی دیتے گا۔

ادب۔ ہدیہ کے آداب میں یہ ہے کہ اگر کچھ درخواست کرنی ہو تو ہدیہ نہ دے۔ اس میں مہدی الیہ کو یا تو مجبور ہونا پڑتا ہے یا ذلیل۔ اسی طرح ہدیہ سفر میں بعض اتنی مقدار میں دیتے ہیں کہ لیجانا زحمت ہوتا ہے، اگر ایسا شوق ہو مقام قیام پر پارسل کے ذریعہ سے بھیج دے۔

ادب۔ (بدنی خدمت شیخ پہلی ملاقات میں کرنا سخت بار معلوم ہوتا ہے اگر شوق ہے پہلے بے تکلفی پیدا کرے۔

ادب۔ اگر مجلس میں کوئی خاص گفتگو ہو رہی ہو تو نئے آنے والے کو یہ چاہئے کہ خواہ مخواہ سلام کر کے اپنی طرف متوجہ کر کے سلسلہ گفتگو میں مزاحم نہ ہو، بلکہ چاہئے کہ چپکے سے نظر بچا کر بیٹھ جائے، پھر موقعہ سے سلام وغیرہ کر سکتا ہے۔

ادب۔ کھانے پر اصرار تکلف کے ساتھ خلاف مصلحت مہمان نہ چاہئے۔

ادب۔ خواہ مخواہ پیٹھ کے پیچھے بیٹھنا سخت بار معلوم ہوتا ہے، تعظیم کے لئے
بر نشست و برخاست کے موقعہ پر اکثر باوجود ضرورت اٹھنے سے منع ہوتا ہے، نہیں چاہتے۔
ادب۔ جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو اس کو ہٹا کر اپنا جوتہ رکھ کر جگہ کر کے مسجد
وغیرہ میں نہ جانا چاہئے، جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو وہ اسی کا حق ہے، وہیں آکر
دیکھے گا، نہ لے گا پریشان ہو گا۔

بہشت آنجا کہ آزار سے نباشد

ادب۔ وظیفہ پڑھتے وقت خاص طور سے قریب بیٹھ کر انتظار کرنا
قلب کو متعلق کر کے وظیفہ کو مختل کرتا ہے، البتہ اپنی جگہ بیٹھا رہو تو کچھ عرج نہیں ہے۔
ادب۔ بات ہمیشہ صاف اور بے تکلف کہہ دے، تکلیف کی تہمید
وغیرہ نہ کرے۔

ادب۔ کسی کے توسط سے بلا ضرورت پیغام نہ پہنچائے، جو کچھ کہنا ہو
خود بے تکلف کہہ دے۔

ادب۔ ہدیہ کے بعد فوراً ہدیہ دینے والے کے سامنے اس رسم کو
چندہ خیر میں بھی دینا دل شکنی ہے، ایسے وقت میں دے کہ اس کو معلوم نہ ہو۔
ادب۔ ایک دیہاتی کچھ باتیں کر رہا تھا، بعض باتیں بے تمیزی کی بھی
کرنے لگا۔ ایک شخص نے اہل مجلس میں سے اشارہ سے اس کو روک دیا، اس
شخص کو سختی سے تنبیہ کی کہ تم کو اس کے روکنے کا کیا حق تھا۔ تم لوگوں کو مرعوب
کرتے ہو، میری مجلس کو فرعون کی مجلس بناتے ہو، اگر کہا جائے کہ بے تمیزی کرتا تھا
سو بے تمیزی سے روکنے کے لئے خدا نے مجھ کو بھی زبان دی ہے۔ تم کیوں دخل
دیتے ہو، اور اس دیہاتی سے کہا کہ جو کچھ کہنا ہے آرا دی سے کہو۔

ادب۔ اپنے بزرگ کے ساتھ اگر ان کے بعض متعلقین کی بھی دعوت

کرے تو خود اُن سے نہ کہے کہ فلاں کو بھی لیتے آئیے۔ بعض اوقات یاد نہیں رہتا
و نیز اپنا کام اُن سے لینا خلاف ادب بھی ہے، بلکہ اُن سے اجازت لے کر اس متعلق
سے خود کہہ دے اور اس متعلق کو بھی چاہئے کہ اپنی بزرگی سے پوچھ کر منظور کرے۔

ادب ۱۰۰۔ ایک شخص گلاس میں پانی لاتا تھا، کبھی اپنے لئے پڑھواتا تھا،
کبھی کسی اور کے لئے، مگر بدون پوچھے یہ نہیں بتلاتا تھا کہ اس وقت کس کے لئے
پڑھواتا ہوں اس کو فہمائش کی گئی کہ مجھ کو علم غیب نہیں امتیاز کا اور کوئی قرینہ
اصطلاحیہ بھی مقرر نہیں کیا گیا تو ہر بار میں استفسار کا بار مجھ پر رکھنا یہ بھی خلاف
تہذیب ہے۔ گلاس رکھ کر از خود یہ کہہ دیا کرو کہ فلاں شخص کے لئے پڑھواتا ہے۔
ادب ۱۰۱۔ بعض لوگ صرف اتنا کہتے ہیں کہ ایک تھوڑے دیر اور
بدون پوچھے نہیں بتلاتے کہ کس بات کا، اس میں بھی تکلیف ہوتی ہے۔

ادب ۱۰۲۔ ایک شخص نے کچھ آٹا لاکر رکھ دیا کہ یہ لایا ہوں اور یہ نہیں کہا
کس واسطے، اس کو واپس کر دیا کہ جب تک پیش کرنے کے ساتھ از خود یہ نہ کہو کہ
کہ میرے واسطے لاتے ہو یا مدرسہ کے لئے، اس وقت تک نہ لیا جائے گا۔

ادب ۱۰۳۔ استنجا خانہ کو جانے ہوئے دیکھا کہ ایک طالب علم وہاں پیشاب
کر رہا ہے، اس کے فارغ ہونے کے انتظار میں ذرا فاصلے سے آڑ میں کھڑا ہو گیا،
جب زیادہ دیر ہو گئی تو سامنے ہو کر دیکھا تو وہ طالب علم صاحب پیشاب سے
فارغ ہو کر استنجا خشک کرنے کے لئے بھی وہیں کھڑے ہیں اس ان کو فہمائش
کی گئی کہ اب اس جگہ کو مجبوس کرنے کی کیا ضرورت ہے، یہاں سے ہٹ کر
استنجا خشک کرنا چاہئے تھا۔ بعض لوگ لحاظ کے سبب اس جگہ کے خالی
ہونے کے منتظر رہتے ہیں، دوسرے کے ہوتے ہوئے آتے ہوئے شرماتے ہیں۔
ادب ۱۰۴۔ ایک شخص کو دیکھا کہ استنجا سکھلاتا ہوا ایک عام گذرگاہ پر

ٹہل رہا ہے اس پر فہمائش کی کہ سچی الامکاں لوگوں کی نظر سے چھپ کر استنبی
سکھانا چاہتے جس قدر بھی دوری ممکن ہو۔

ادب۔ مجھ کو مدرسہ کی ایک کتاب کی ضرورت ہوئی جو میرے ایک

دوست کے پاس امانت تھی وہ اس وقت موجود نہ تھے، میں نے اُن کے

بیٹھے کی جگہ اس کی تلاش کرائی نہ ملی، خود دیکھنے اٹھا، نہ ملی۔ دفعۃً کسی کی نظر

پڑی کہ اسی جگہ ایک طالب علم صاحب وہاں ہی بیٹھے تکرار کسی کتاب کا کر رہے

ہیں اور سر کے نیچے بطور تکیہ کے وہ مدرسہ کی کتاب رکھ چھوڑی ہے جو ان کی کتاب

کے نیچے ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتی۔ دفعۃً وہ پہچانی گئی، تب وہ ملی۔ ان طالب علم

صاحب کو ملامت کی گئی کہ بلا اطلاع کسی کی چیز کا استعمال کرنا اول تو ناجائز ہے۔

دوسرے اس میں یہ خرابی ہے کہ تمہاری بدولت اتنی دیر تک کئی آدمی پریشان

رہے۔ ایسی حرکتیں مت کیا کرو۔

ادب۔ کوئی اپنا بزرگ کسی کام کی فرمائش کرے تو اس کو انجام دے کہ

اطلاع بھی دینا چاہئے تاکہ اس بزرگ کو انتظار سے انتشار نہ ہو۔

ادب۔ پنکھا بھننے والوں کو کئی رعایت رکھنے کے لئے کہا گیا، اول تو یہ

کہ پہلے پنکھے کو ہاتھ سے یا کپڑے سے خوب جھاڑ لو، کیونکہ بعض اوقات پنکھے کے فرش

پر پڑے رہنے سے اس میں کچھ گرد و غبار کبھی کوئی باریک ساریزہ مٹی کا یا چونے کا

یا کنکر کا لگا رہتا ہے اور حرکت دینے سے وہ آنکھ وغیرہ میں جا پڑتا ہے، جس کو تکلیف

ہوتی ہے، دوسرے ہاتھ ایسے انداز سے رکھو کہ نہ تو سر وغیرہ میں لگے، اور نہ اس قدر

اونچا رہے کہ ہوا ہی نہ لگے۔ اور ایسے زور سے بھی مت جھلو جس سے دوسرا پریشان

ہو۔ تیسرے اس کا خیال رکھو کہ کسی یا س بیٹھے ہوئے آدمی کو ایذا نہ ہو، مثلاً پنکھا

اس کے منہ سے اڑا دیا جائے، یا دیوار کی طرح اس کے سامنے بطور آڑ کے ہو جائے۔

ہو تھے جب مخدوم اٹھنے کو ہو تو خیال رکھو کہ پہلے ہی پنکھا ہٹا لو، تاکہ لگ نہ جاوے، پانچویں اگر کوئی کاغذ وغیرہ بکالنے لگیں تو پنکھا روک لو، مشین کی طرح نار نہ باندھ دو؛ اور شب۔ بعض طبائع پر ایسے شخص سے ہدیہ لینا گراں گذرتا ہے جن کی کوئی حاجت ان سے متعلق ہو، مثلاً دعا کرانا، کوئی تعویذ لینا، سفارش کرانا، خرید ہونا، و مثل ذلک، سو اس کی بہت احتیاط رکھے۔ ہدیہ تو محض محبت سے ہونا چاہئے جس میں کوئی غرض نہ ہو، اگر کوئی حاجت ہی ہو تو اس کے ساتھ نہ ملاوے بلکہ جب حاجت پیش کرے تو یہ شبہ نہ ہو کہ وہ ہدیہ اس واسطے دیا تھا، اور جب ہدیہ پیش کرے تو یہ شبہ نہ ہو کہ کسی حاجت کے لئے دیا ہے؛

اور شب۔ ایک صاحب نے میرے لئے قبل از نماز صبح اس خیال سے کہ میں گھر سے آکر وضو کروں گا، لوٹا پانی کا بھر کر اور اس پر مسواک رکھ کر رکھ دیا۔ جب میں مسجد میں آیا تو اتفاق سے مجھ کو وضو تھا، سیدھا مسجد میں چلا گیا، مگر مسجد میں پہنچ کر اتفاق سے بلا قصد اس لوٹے پر نظر پڑی، اپنی مسواک پہچان کر سمجھا کہ یہ لوٹا میرے لئے رکھا گیا ہے۔ میں نے تحقیق کیا کہ کس نے رکھا ہے، بہت تشویش کے بعد رکھنے والے نے خود ظاہر کیا، میں نے اس وقت مجھلا اور نماز پڑھ کر مفضلان صاحب کو فہمائش کی کہ دیکھو تم نے محض احتمال پر کہ شاید میں وضو کروں لوٹا بھر کر رکھ دیا، اور یہ احتمال نہ ہوا کہ شاید وضو ہو، چنانچہ وہ تمہارا واقع میں غلط نکلا۔ اور یہ دوسرا احتمال واقع ہوا تو اس صورت میں اگر اتفاق سے میری نظر لوٹے پر نہ پڑتی اور رکھنے والے خود بھی غائب تھے تو یہ لوٹا یوں ہی بھرا ہوا رکھا رہتا، اور کوئی اس کو ہرت نہ سکتا۔ اول تو اس کے بھرے ہو نیکی وجہ سے کہ یہ قرینہ ہے کہ کسی نے اپنے لئے رکھا ہے اور دوسرے اس پر مسواک رکھے رہنے کے سبب سے کہ یہ تو عادتاً قرینہ قطعاً ہے دوسروں کو استعمال سے

روکنے کا پس جب اس کو کوئی نہیں خرچ کر سکتا تو تم نے ایسی چیز کو بلا ضرورت
 مجوس کیا جس کے ساتھ نفع عام متعلق ہے جو کہ اس کی وضع و نیت واقف کے خلاف
 ہے تو یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے، یہ لوٹے کے متعلق ہوا، اب مسواک رہی سو تم نے
 بلا ضرورت اس کو محفوظ جگہ سے ہٹا ایک غیر محفوظ جگہ میں رکھ دیا۔ اور چونکہ اس کا
 انتظام نہیں کیا گیا کہ رکھنے کے بعد اس کی نگرانی بھی کی جائے کہ بعد فراغ اس کو
 پھر پہلی جگہ رکھ دیا جائے، کیونکہ لوٹے پر رکھ کر بزرگ خود یقین کر لیا گیا کہ فلاں
 شخص اس کو استعمال کرے گا اور استعمال کرنے کے اٹھا کر بھی رکھ دے گا۔ تو اس لڑی
 اس کو ضیاع کے خطرہ میں ڈال دیا۔ تمہاری یہ خدمت اتنے نا جائز امور اور
 کلفتوں کا سبب ہوئی۔ آئندہ سے کبھی ایسا مت کرو یا تو اجازت لے کر
 ایسا کرو، یا جس وقت دیکھو کہ وضو کے لئے آمادہ ہے اس وقت مضائقہ نہیں
 ورنہ بے قاعدہ خدمت سے بجائے راحت کے اور اٹنی کوفت ہوتی ہے۔
 دطیفہ۔ یہی حال ہے بدعات کا کہ صورت ان کی طاعت کی ہے، جیسے یہ
 صورت خدمت تھی، مگر اس میں مفاسد مخفی و مضمحل ہوتے ہیں جن کو کم فہم نہیں سمجھتے
 جیسے اس خدمت میں باریک خرابیاں تھیں، جن کو خدمت کرنے والے نے نہ جانا
ادب۔ ایک طالب علم نے مدرسہ ہی میں ایک رقعہ میں حاجت
 کپڑے کی لکھوا کر دوسرے طالب علم کے ہاتھ بھیجا۔ درخواست کنندہ کو بلا کر
 اس کی وجہ پوچھی گئی اس نے بیان کیا کہ مجھ کو کوئی کام نکل آیا تھا اس لڑو دوسرے
 کے ہاتھ بھیج دیا، اس پر فہمائش کی گئی کہ ایک تو اس میں قلب ادب ہے کہ باوجود
 ہر وقت ایک جگہ رہنے کے محض بسبب ایک کام نکل آنے کے، نہ کہ بسبب
 نجالت و حیا کے کہ وہ بھی ایک درجہ میں عذر ہوتا ہے، خود آکر استدعا نہیں کی
 دوسرے کے ہاتھ پیام بھیجا جو کہ مساوات کے درجہ میں ہوتا ہے، دوسرے

اس میں بے رغبتی کی صورت ہے کہ بیگاری مالذمی۔ تیسرے اس میں دوسرے سے خدمت لینا ہے ابھی سے مخدومیت سیکھتے ہو، او یہ بھی کہا کہ اس بے تمیزی کی سزا یہ ہے کہ چار روز کے لئے یہ درخواست واپس کرتا ہوں۔ پھر اپنے ہاتھ سے دینا، چنانچہ چونکہ روز پھر اپنے ہاتھ سے درخواست دی اور خوشی سولے لی گئی؛

ادب ۶۱۔ چند مواقع پر کئی شخصوں کو فہمائش کی گئی کہ بات بہت صاف لفظوں میں کہو کہ سمجھنے میں غلطی نہ ہو۔

ادب ۶۲۔ آجکل کی سفارش جبر و اکراہ ہے کہ اپنے اثر سے دوسروں پر زور ڈالتے ہیں جو شرعاً جائز نہیں۔ اگر سفارش کرو تو اس طرح سے کہ مخاطب کی آزادی میں ذرہ برابر خلل نہ پڑے وہ جائز بلکہ صواب ہے۔

ادب ۶۳۔ اسی طرح کسی کی وجاہت سے کام نکالنا مثلاً کسی بڑے آدمی سے قرابت ہے اور اس کے کسی معتقد یا اثر ماننے والے کے پاس اپنی کوئی حاجت لے جائے اور قرآن سے معلوم ہو کہ وہ بطیب خاطر اس حاجت میں سعی نہ کرے گا بلکہ محض اس بڑے آدمی کے تعلق اور اثر سے کہ بے توجہی میں وہ ناراض نہ ہو جائے تو اس طرح سے کام نکالنا یا کام کی فرمائش کرنا حرام ہے۔

ادب ۶۴۔ ایک شخص نے تعویذ مانگا۔ اس کو ایک وقت معین پڑانے کو کہدیا وہ دوسرے وقت آیا اور آکر تعویذ مانگا۔ اور کہا کہ مجھ کو تم نے بلایا تھا آیا ہوں۔ اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ کس وقت بلایا تھا، میں نے پوچھا کہ بھائی کس وقت آنے کو کہا تھا، تب اس نے وقت بتلایا، میں نے کہا کہ اب تو دوسرا وقت ہے، جس وقت بلایا تھا اس وقت آنا چاہئے تھا۔ اس نے کسی کام کا عذر کیا۔ میں نے کہا کہ جس طرح تم کو اس وقت عذر تھا، ہم کو اس وقت عذر ہے۔ اب یہ کیسے ہو کہ نہر وقت ایک ہی کام کے لئے

بیٹھا رہوں، اپنا کوئی کام نہ کروں۔

ادب ۱۱۰۔ ایک طالب علم نے دوسرے طالب علم کے ذریعہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا اور خود پوشیدہ سننے کھڑا ہو گیا۔ اتفاقاً میں نے دیکھ لیا، پاس بلا کر دھمکا کر سمجھایا کہ چوروں کی طرح چھپ کر سننے کے کیا معنی؟ کیا کسی نے یہاں آنے سے منع کیا ہے؟ اور اگر شرم آتی تھی تو اپنے فرسٹاں سے جواب پوچھ لیتے۔ چھپ کر کسی کی باتیں سُننا عیب اور گناہ کی بات ہے کیونکہ ممکن ہے کہ متکلم کوئی ایسی بات کرے جس کو اس محنتی سے مخفی کرنا چاہیے۔

ادب ۱۱۱۔ ایک شخص فرشی پنکھا کھینچنے لگے۔ میں کسی کام کو اٹھنے لگا تو انھوں نے پنکھے کی رستی اپنی طرف زور سے کھینچ لی تاکہ پنکھا میرے سر میں نہ لگے۔ میں نے سمجھایا کہ ایسا مت کرو، اگر میں پنکھے کی جگہ خالی دیکھ کر اسی جگہ کھڑا ہو جاؤں اور اتفاق سے رستی تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے تو پنکھا سر میں آکر لگے، بلکہ یہ چاہئے کہ رستی بالکل چھوڑ دو تاکہ پنکھا اپنی جگہ آکر مستقر ہو جائے، پھر اٹھنے والا خود سنبھل کر اٹھ جائے۔

ادب ۱۱۲۔ مہمان کو چاہئے کہ اگر مرچ کم کھانے کا عادی ہو یا پیرہن کھانا کھانا ہو تو پہنچتے ہی میزبان سے اطلاع کر دے۔ بعض لوگ جب کھانا دسترخوان پر آجاتا ہے اس وقت خڑے پھیلاتے ہیں۔

ادب ۱۱۳۔ دسترخوان پر بعض اوقات شکر بھی ہوتی ہے، اس وقت بعض خادم اس طرح پنکھا بھلتے ہیں کہ شکر برتن سے اڑنے لگتی ہے اور بعض اوقات اس برتن سے جب گچھ میں لیتے ہیں تو گچھ میں سے اڑنے لگتی ہے سو خادم کو ان باتوں کی تمیز چاہئے۔

ادب ۱۱۴۔ بھائی کے گھر سے ایک بند خط میرے پاس اپنا کارندہ کے

اچھے بھجوا گیا تاکہ اس کو ڈاک میں چھوڑ دیا جائے اور میں ہی اس کی فرمائش کروا یا تھا
 کیونکہ اس خط کا مجھ سے تعلق تھا۔ راہ میں کارندہ نے دیکھا کہ اس وقت ڈاک لیکر
 ہر کارہ اسٹیشن جاتا ہے۔ کارندہ صاحب نے یہ خیال کر کے کہ ڈاکخانہ میں جانے سے
 کھل نکلے گا اس ہر کارہ کو دے دیا کہ آج ہی روانہ ہو جائے گا، کیونکہ ہر کارہ ریل کے
 سب پوسٹ ماسٹر کو دے دیگا۔ اب میں اس کا منتظر کہ بھائی کے گھر والے میرے
 پاس خط بھجیں گے۔ جب وہ خط آیا تو میں نے تحقیق کیا اس وقت یہ سب قصہ
 معاوم ہوا۔ میں نے کارندہ صاحب کو بلا کر ہمائش کی کہ تم نے امانت میں بلا اذن کے
 کیسے تصرف کیا، تم کو کیا معلوم کہ میرے پاس بھیجنے میں کیا مصلحت تھی، اور تم کو
 کیا معلوم کہ ڈاکخانہ کے ذریعے سے بھیجنے کو ہر کارہ کے ہاتھ بھیجنے پر کس مصلحت سے ترجیح
 دیتا، تم نے اپنے اجتہاد فاسد سے یہ سب مصلحتیں برباد کیں۔ تم کو دخل دینا کیا ضرور
 تھا۔ تمہارا کام صرف اس قدر تھا کہ وہ خط میرے پاس پہنچا دیتے۔ کارندہ نے
 معذرت کی کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ **ادیش**۔ ایک طالب علم بازار میں چائے کی
 اجازت لینے کے لئے آیا اور کھڑا ہو گیا۔ میں کسی بات میں مشغول ہو گیا۔ وہ میرے
 انتظار فراغ میں کھڑا رہا اور مجھ کو اس کا کھڑا ہونا بوجہ صورت تقاضہ کے بار معلوم
 ہوا۔ میں نے سمجھایا کہ اس سے طبیعت تنگ ہوتی ہے، تم کو چاہئے تھا کہ جب مشغول
 دیکھا تھا بیٹھ جاتے اور جب فارغ دیکھتے گفتگو کرتے، **ادیش**۔ ایک
 مہمان نے بقصد ہدیہ دینے کے دو روپے میرے قلمدان میں رکھ دیے اور مجھ کو خبر نہیں
 کی، میں نماز عصر کو اٹھا قلمدان وہیں رکھا رہا۔ نماز کے بعد کسی ضرورت سے قلمدان
 منگایا تو اس میں روپے دیکھے، پوچھا گیا تو کسی قدر توقف سے ان صاحب نے اسکی
 اطلاع کی۔ میں نے وہ روپے یہ کہہ کر واپس کر دیے کہ جب تم کو ہدیہ دینا نہیں
 آیا تو ہدیہ دینا ہی کیا ضرور۔ کیا یہی طریقہ ہے دینے کا، اول تو ہدیہ دیتے ہیں راحت

دوسرے پہنچانے کو اور جب اس کی تحقیقات میں اس قدر پریشانی ہوئی تو اس
 کی غرض ہی فوت ہو گئی۔ دوسرے اگر قلمدان میں سے کوئی لے جاتا جس کی نہ تمکو
 خبر ہوتی اور نہ مجھ کو، تو تم اس گمان میں رہتے کہ ہم نے دوڑ دیے دیے۔ اور میں
 اس سے ذرا بھی منتفع نہ ہوتا تو مفت کا احسان ہی میرے سر پر رہتا۔ تیسرے اگر کوئی
 لے بھی نہ جاتا اور میرے ہی ہاتھ آتے تب بھی مجھ کو یہ کیسے معلوم ہوتا کہ یہ کس نے
 دیے اور کس کو دیے اور جب نہ معلوم ہوتا تو چند روز امانت رکھنے پر مجھ کو بار ہوتا
 پھر نقطہ کی مد میں صرف کر دیا جاتا۔ یہ ساری مصیبت تکلف کی ہے۔ سیدھی
 بات تو یہ ہے کہ جس کو دینا ہو اس کے ہاتھ میں سپرد کر دے۔ اور اگر مجمع سے
 لحاظ معلوم ہو تو تنہائی میں دیدے۔ اور اگر تنہائی میں نہ ہو تو کہدے کہ میں
 تنہائی میں کچھ کہوں گا۔ پھر تنہائی ہو دے دے۔ اور مہدی الیہ کو مناسب ہے
 کہ اس ہدیہ کو ظاہر کر دے، خواہ مہدی کے ہوتے ہوئے خواہ اس کے چلے جانیکے
 بعد جب کہ اس کے شرم نے کا احتمال ہو۔ **ادب**۔ ایک سفر میں
 ایک موقع میں لوگوں نے بلایا۔ وہاں سے جب رخصت ہو کر چلنے لگا تو گاؤں
 والوں نے چاہا کہ تھوڑا تھوڑا سب بکجا جمع کر کے کچھ ہدیہ پیش کریں۔ مجھ کو اطلاع
 ہوئی، میں نے منع کہ دیا، کہ ایسی حرکت ہرگز نہ کریں۔ اس میں ایک خرابی
 تو یہ ہے کہ بعض اوقات تحریک کرنے والے اس کا لحاظ نہیں کرتے کہ مخاطب
 طیب خاطر سے دے رہا ہے یا محرک کے الفاظ سے، دوسرے اگر طیب خاطر
 کی بھی رعایت کر لی، تب بھی جو مصلحت ہے ہدیہ میں کہ باہم محبت بڑھے، جب
 یہی پتہ نہ لگا کہ کس نے کیا دیا ہے تو وہ مصلحت مرتب نہ ہوتی، تیسرے بعض اوقات
 کسی عذر سے بعض ہدایا کا قبول کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے اور اس عذر کی تحقیق
 مہدی ہی سے ہو سکتی ہے، سو مجمع ہدایا میں یہ تحقیق بھی دشوار ہے۔ اس نے جسکو

دینا ہو وہ اپنے ہاتھ سے دے، یا بلا تحریک بطور خود کسی اپنے معتمد کے ہاتھ بھیجے، یا ہدیہ کے ساتھ مہندی کا رقعہ ہو۔ **اوستا**۔ ایک سفر میں بعض لوگ اپنے مکان پر لے جا کر ہدیہ دینے لگے، ان کو سمجھا دیا گیا کہ ایسا کرنے سے دیکھنے والے گھر لے جانے کے واسطے اس کو لازم سمجھیں گے، تو غربا بلا کر تردید میں پڑینگے یا نہ بلانے کی حسرت ہوگی، جس کو کوئی چیز دینا ہو میری فرودگاہ پر آ کر گفتگو کرو، تاکہ میری آزادی میں خلل نہ پڑے۔ **اوستا**۔ ایک شخص سہارنپور سے جمعہ کے روز بارہ بجے دن کی گاڑی میں آئے ایک عزیز نے ان کے ہاتھ کچھ برف بھیجا تھا، وہ مدرسہ میں ایسے وقت پہنچے کہ طلبہ جمعہ میں نہ گئے تھے، وہ شخص برف ایک طباق میں رکھ کر جامع مسجد چلے گئے۔ بعد جمعہ ایک دوست جن سے میں نے وعظ کی درخواست کی تھی وعظ کہنے لگے، چونکہ وہ مجھ سے شرماتے تھے میں مدرسہ چلا آیا وہ شخص وعظ میں شریک رہے۔ بہت دیر کے بعد مدرسہ میں آئے، اور اس وقت وہ برف پیش کیا جو ایک رومال میں لپٹا ہوا تھا۔ اول تو یہی بات نامناسب معلوم ہوئی، برف کے ساتھ کبل یا ٹاٹ یا بڑا وہ لاتے مگر یہ فعل دوسرے کا تھا اور ان کے اختیار سے باہر تھا، لیکن جو کام ان کے کرنے کا تھا انھوں نے اس میں بھی کوتاہی کی۔ یعنی اول تو آتے ہی برف گھر پہنچاتے، اگر یہ کسی وجہ سے ذہن میں نہیں آیا تھا تو بعد نماز فوراً آجاتا اور اگر آنے کو جی نہ چاہتا تھا تو جب میں آنے لگا تھا تو اس وقت مجھ سے اسکی اطلاع کر دیتے ہیں اس کو لے لیتا۔ اب دو گھنٹہ کے بعد آ کر سپرد کیا، جو قریب گل کے ٹھل گیا برائے نام تھوڑا باقی رہ گیا۔ مجھ کو تمام قصہ معلوم ہوا تو میں نے فہمائش بھی کی، اور چونکہ میری رائے میں باقتضائے خصوصیت ان کی طبیعت کے خالی فہمائش ناکافی ہوئی اس لئے میں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا، تاکہ انکو

ہمیشہ یاد رہے وہ بہت پریشان ہوئے۔ میں نے کہا کہ تم نے ایک شخص کی امانت ضائع کی، اور جب ضائع ہو گئی اب مجھ کو دینا چاہتے ہو۔ میں بلا وجہ احسان لینا نہیں چاہتا اب اس بقیہ کو آپ ہی خرچ کرو، تم کو یا تو امانت نہ لینا چاہئے تھا اور اگر لی تھی تو اس کا حق پورا پورا ادا کرنا چاہئے تھا۔ **ادب**۔

میں صبح کو صحرے سے مدرسہ میں آیا اور سہ درمی میں آکر بیٹھا، وہاں ایک عزیز سوتے تھے، میں آہستہ سے بیٹھ گیا، ڈاک لے جانے والا دکھلانے کے لئے روٹنگی کے خطوط لایا، میں نے دیکھ کر لے جانے کے لئے حوالے کر دیے۔ تو اس نے ٹین کے نلکے میں جو اسی کام کے لئے موضوع ہے زور سے خط چھوڑے جس سے کارڈ اس لگ کر بولے، میں نے فہمائش کی کہ سوتے ہوئے کی رعایت کرنا چاہئے۔

ادب۔ عشاء کی نماز کے بعد میں مسجد میں اتفاقاً لیٹ گیا، ایک شخص منہ ناشناسا آکر پاؤں دبانے لگے مجھ پر بار ہوا، پوچھا کون؟ انھوں نے اپنا نام اور پتہ بتلایا، مگر میں نے نہیں پہچانا، میں نے پاؤں دبانے سے روک دیا، اور کہا اول ملاقات کرنا چاہئے، پھر اجازت لے کر خدمت کا مصالحتہ نہیں، ورنہ خدمت سے گرائی ہوتی ہے، اور اگر مقصود اس سے ملاقات ہی ہے تو ملاقات کا بی طریقہ نہیں۔ پھر میں نے سمجھایا کہ اب عشاء کے بعد آرام کا وقت ہے تم بھی آرام کرو، صبح کو ملنا، چنانچہ صبح ملے، اس وقت پھر اچھی طرح سمجھا دیا۔ **ادب**۔ ایک صاحب نے خط میں بعض مضامین جو اب طلب لکھے، اور اس میں یہ بھی لکھ دیا کہ پانچ روپے کا منی آرڈر بھیجتا ہوں، اس مضمون کی وجہ سے اس کے انتظار میں اس خط کا جواب نہ گیا کہ وصول ہونے کے بعد ساتھ ہی ساتھ رسید بھی لکھ دی جائیگی، اس میں کئی روز گزر گئے اور معلوم نہیں کیا سبب روپیہ وصول نہ ہوا اور دوسرے مضامین کے سبب قلب پر تقاضہ جو اب کا ہوتا تھا، کئی روز یہی کشمکش و انتظار

رہا۔ آخر ان کو لکھا گیا کہ یا تو خط میں اس کی اطلاع نہ دینا تھا یا اور کچھ جو اب طلب
مضامین نہ لکھنے تھے؛ اور شب ایک صاحب اپنے لڑکے کو ساتھ لائے
اور ایک مکتب کی شکایت کی کہ اس کے ہتھم نے میرے لڑکے کو نکال دیا۔
بندہ نے نرمی سے سمجھا دیا کہ میرا اس مکتب میں کوئی دخل نہیں۔ کہنے لگے کہ میں نے
سنا تھا کہ تم اس کے سرپرست ہو، میں نے کہا کہ البتہ وہاں کی تنخواہ میری معرفت
دی جاتی ہے، باقی انتظامی امور میں میرا کچھ دخل نہیں، وہ پھر اس ہتھم کی شکایت
کرنے لگے۔ میں نے کہا اس تذکرہ کا کوئی نتیجہ نہ ہوا، اس سے کیا فائدہ بجز غیبت
سنانے کے، تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہونے لگے اور وداعی مصافحہ کرتے وقت
پھر کہا کہ اس ہتھم نے بڑی زیادتی کی کہ میرے لڑکے کو خارج کر دیا، چونکہ میں مناسبت
تصریح کے ساتھ اصل حقیقت ظاہر کر کے ان کو اس شکایت سے منع کر چکا تھا، انکی
اس مکرر نہ کہہ کر شکایت سے مجھ کو بیہوشی ہوئی اور میں نے ان سے تیزی کے ساتھ
باز پرس کی کہ افسوس باوجود اس تمام تراہتمام کے پھر وہی بات کی جو طبیعت کے
خلاف اور محض بے نتیجہ، انھوں نے کچھ تاویلیں کرنا چاہیں، مگر سب لغو، اسی حالت کے
ان کو رخصت کیا۔ اور شب ایک صاحب جو پہلے مل چکے تھے، عشاء
کے بعد جس جگہ بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا ادھر کو آنے لگے، اور ڈراڈک رک کر اور
مجھ کو دیکھ کر آئے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ میرے پاس آنا چاہتے ہیں
مگر انتظار اجازت میں رکتے ہیں۔ ایک تو عشاء کے بعد کا وقت ملنے ملانے کا
نہیں ہوتا، خاص کر جو شخص کہ پہلے مل چکا ہو، پھر جب کہ معلوم ہو کہ کوئی کام
نہیں محض مجلس آرائی و دربار داری ہی غرض ہے، جیسا کہ اکثر کی عادت ہے،
پھر وظیفہ میں دوسری طرف متوجہ ہونا گراں گذرتا ہے، بالخصوص بلا ضرورت،
پھر طلب اجازت کی صورت سے تقاضہ ہوتا ہے کہ کچھ بولو، یہ سب امور جمع

ہو کر ناگواری بڑھی، آخر وظیفہ چھوڑ کر کہنا پڑا کہ صاحب یہ وقت پاس بیٹھنے کا نہیں ہے، کہنے لگے میں تو پانی پینے جاتا تھا۔ اس پر اور زیادہ ناگواری ہوئی کہ اوپر سی بات بناتے ہیں، مگر انھوں نے کہا کہ واقعی پانی پینے جاتا تھا، میں نے کہا کہ پھر ایسی ہیئت کیوں اختیار کی جس سے پورا شبہ ہو اور دوسری طرف سے اور بے رُکے جانا چاہو تھا۔

ادیشا۔ ایک طالب علم مثلاً زید نے مجھ سے اجازت چاہی کہ میں فلاں طالب علم مثلاً عمرو کے ساتھ شام کو جنگل چلا جایا کروں۔ اور اس طالب علم یعنی عمرو کے ساتھ ایک طالب علم کم عمر مثلاً بکر پہلے بااجازت استاد کے جایا کرتا تھا اور زید کا اجتماع بکر کے ساتھ ہم لوگوں کے نزدیک خلاف مصلحت تھا تو زید کے ذمہ لازم تھا کہ اس کی اجازت مانگنے کے وقت یہ بھی ظاہر کرتا کہ اس کے ساتھ بکر بھی جاتا ہے تاکہ پورے واقعہ پر نظر کر کے رائے قائم کی جاتی، مگر نہیں معلوم قصداً یا لاپرواہی سے اس کا خفا کیا، سو اگر مجھ کو احتمال نہ ہوتا تو صرف مضمون درخواست میں کسی مانع کے نہ ہونے سے میں ضرور اجازت دیتا، اور یہ بہت بڑا دھوکہ ہوتا، مگر اتفاق سے مجھ کو یہ بات معلوم تھی اس لئے مجھ کو یاد آ گیا اور پوچھا کہ عمرو کے ساتھ کوئی اور بھی جاتا ہے؟ کہا کہ بکر جاتا ہے، میں نے پوچھا کہ پھر تم نے اس کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ وہ کہ دینا چاہتے تھے، اور میں نے اس کو تاہی پر سخت ملامت کی اور سمجھایا کہ خبر وار جس کو اپنا بڑا اور خیر خواہ سمجھتے ہیں اس کی ساتھ ایسا معاملہ ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

ادیشا۔ ایک طالب علم سے ایک ملازم کی نسبت دریافت کیا کہ کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ سو رہا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اپنی کوٹھڑی میں جاگتا تھا۔ اس پر اس طالب علم کو فہمائش کی کہ اول تو محض تخمین پر ایک بات کو تحقیقی سمجھنا یہ غلطی ہے، اور اگر خود اس کو غیر تحقیقی سمجھتے تھے تو مخاطب پر اس کے تخمین ہونے کو ظاہر کرنا چاہئے تھا، یوں کہتے کہ شاید سو رہے ہوں،

اور یہ بھی علی سبیل التذریل کہا جاتا ہے، ورنہ اصل جواب تو یہ کہ معلوم نہیں میں دیکھ کر بتلاؤں گا، پھر تحقیق کر کے صحیح جواب دیتے، دوسرے اس میں یہ تخرابی ہے کہ اگر مجھ کو اس کا جاگنا بعد میں معلوم نہ ہوتا اور اسی خیال میں رہتا کہ وہ سوتا ہے تو بعض اوقات بلکہ مجھ کو تو بہت اوقات ایسے موقع پیر یہی خیال ہوتا ہے کہ سوتے آدمی کو جگانا، بے آرام کرنا بدون ضرورت کے بے رحمی ہے اور اسی خیال سے نہ جگانا۔ اور ممکن ہے کہ اس وقت اس سے کسی ضروری کام میں تخرج ہو جاتا، گو وہ ضرورت شدت کے درجہ تک نہ ہوتی، مگر اس حرج کو اس نے تو گوارا کر لیا جاتا کہ سوتے کو جگانا اس سے زیادہ ناگوار تھا۔ پھر جب بعد میں معلوم ہوتا کہ وہ سوتا نہ تھا، اب اس حرج کی ناگواری کا اثر قلب پر ہوتا، اور اس راوی پر غصہ آتا تو یہ تمام تر پریشانیاں بدولت اس کے ہوتیں کہ بلا تحقیق ایک بات کہہ دی تھی

اس کی ہمیشہ احتیاط رکھنی چاہئے
مرقومہ ایک طالب علم
 واصلح دادہ مؤلف

ادب سے ایک شخص آئے، دریافت فرمایا کیسے تشریف لائے کچھ فرمانا ہو؟

جواب میں کہا جی نہیں، ویسے ہی ملاقات کے واسطے حاضر ہوا تھا، جب جانے لگے مغرب کے بعد فرض و سنت کے درمیان میں تعویذ کی فرمائش کی، فرمایا ہر کام کے واسطے ایک موقع اور محل ہوتا ہے، یہ وقت تعویذ کا نہیں، جب آپ تشریف لائے تھے، تو میں نے استفسار کیا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ ویسے ہی ملاقات کے واسطے آیا ہوں، اب اس وقت یہ فرمائش کیسی، اسی وقت پوچھنے کے ساتھ ہی آپ کو فرمائش کرنا چاہئے تھا، لوگ اس کو ادب سمجھتے ہیں، میرے نزدیک یہ بڑی بے ادبی ہے، اس کے معنی تو یہ ہیں کہ دوسرا شخص ہمارا نوکر ہے، کہ جس وقت چاہیں فرمائش کریں اس کی تعمیل ہونا چاہئے۔ اب آپ ہی ذرا غور سے کام لیجئے کہ کچھ

اس وقت کتنے کام ہیں، ایک تو سنتیں و نوافل پڑھنا، پھر بعضے ذاکرین و شاغلیں کو کچھ کہنا ہے، ان کی سُننا، مہمانوں کو کھانا کھلانا، افسوس ہے کہ فی زمانہ دنیا سے بالکل ادب و تہذیب مرتفع ہو گیا۔ اب تعویذ کے لئے پھر تشریف لاتے، یاد رکھتے جہاں جاتے اول مقصود کا ذکر کر دینا چاہئے، بالخصوص پوچھنے پر، میں تو ہر شخص سے آتے کے ساتھ ہی دریافت کر لیتا ہوں، تاکہ جو کچھ کہنا ہے کہہ دے اور اس کا حرج نہ ہو۔ اور نہ میرا حرج ہو، اور میں خود اس وجہ سے پوچھ لیتا ہوں کہ اکثر اہل حوائج آتے ہیں اور بعض اشخاص بوجہ شرم و حیا خود نہیں کہہ سکتے۔ یا مجمع کی وجہ سے پوشیدہ بات کو ظاہر نہیں کر سکتے، پوچھنے سے وہ بتلا دیتے ہیں یا کہہ دیتے ہیں کہ خلوت میں کہنے کی بات ہے، میں جب موقع پاتا ہوں علیحدگی میں انکو بلا کر سُن لیتا ہوں۔ اور جب آدمی مُنہ ہی سے نہ بولے تو کیسے خبر ہو سکتی ہے، مجھے علم غیب تو ہے ہی نہیں، **ادب**۔ بعد مغرب ایک ذاکر شاعر کو جس کی استدعا پر اس کو یہ وقت دیا گیا تھا، کچھ تلقین کے واسطے پکارا، کیونکہ ذرا دور تھا ان صاحب نے زبان سے ہاں تک نہیں کیا۔ بلکہ خود اپنی جگہ سے اٹھ کر روانہ ہوئی جس کی اطلاع نہ ہوئی، اس لئے دوبارہ اس خیال سے پکارا کہ شاید سنانہ ہو۔ اتنے میں وہ خود آگئے، استفسار فرمایا کہ آپ نے جواب کیوں نہیں دیا یا جواب کے لائق مجھ کو نہیں سمجھا، جواب دینے سے داعی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مدعو نے سُن لیا۔ اور جواب نہ دینے میں کلفت ہوتی ہے کہ وہ دوسری مرتبہ پکارے، تیسری دفعہ آواز دے، تو دوسرے کو یہ تکلیف محض آپ کی لا پر وانی اور سستی کی وجہ سے ہوئی کہ آپ سے زبان نہیں ہلاتی گئی۔ اگر آپ ہاں کہہ دیتے تو کیا مشکل تھا، آجکل علوم کی تعلیم ہر جگہ ہے لیکن اخلاق کی تعلیم مثل عقابو، اب طبیعت پریشان ہو گئی پھر دوسرا وقت آپ کو دیا جائیگا، اس میں اس امر کا لحاظ رکھنا

ادب :- ایک ڈاکر نے اثنائے تعلیم میں کہ ابھی تقریر ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ اپنا خواب بیان کرنا شروع کیا، فرمایا یہ کیا حرکت ہے کہ ایک گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی دوسری بات اس میں داخل کر دی سے

سخن را سرست اے خرد مندان بن میاں در سخن در میان سخن
خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوشش نگوید سخن در میان سخن
آپ کی دخل دہی کے یہ معنی ہیں کہ مقصود خواب بیان کرنا تھا اور تعلیم و تلقین آپ کے نزدیک فضول ہے، گویا میرا اتنی دیر تقریر کرنا ضائع گیا، آئندہ ایسی حرکت کبھی نہ کرنا، اب اٹھو دوسرے وقت بتلا دیا جائے گا، اس وقت تم نے تعلیم کی بے قدری کی ہے،

تمام ہوا مضمون لکھا ہوا ان طالب علم صاحب کا۔

ادب :- جب کوئی تم سے بات کرے بے توجہی سے نہ سنو، کہ منکلم کا دل اس سے افسردہ ہو جاتا ہے خصوصاً جو تمہاری ہی مصلحت کے لئے کوئی بات کہے یا تمہارے سوال کا جواب دیتا ہو اور اس میں بھی خصوص جس کے ساتھ تم کو نیاز مندی کا بھی تعلق ہو وہاں بے التفاتی کرنا اور بھی قبیح ہے۔ **ادب :-** جس سے تم خود اپنی کوئی حاجت دنیوی یا دینی پیش کرو اور وہ اس کے متعلق تم سے کسی بات کی تحقیق کرے تو اس کو گول جواب مت دو، اس سے تلبیس نہ کرو جس سے اس کو غلط فہمی، یا الجھن و پریشانی ہو، خواہ مخواہ بار بار پوچھنے میں اس کا وقت ضائع ہو، کیونکہ وہ تمہاری غرض کے لئے پوچھ رہا ہے، اس کا تو کوئی مطلب نہیں۔ پھر اگر اس کا صاف جواب دینا منظور نہ تھا تو اپنی حاجت پیش نہ کی ہوتی تو وہی تو اس کو اس مضمون کی طرف متوجہ کیا، اور پھر اس کو دق کرتے ہوئے **ادب :-** گفتگو میں منکلم جس دلیل پر رو دیا

جس دعویٰ کے خلاف ثابت کر چکا ہو، تم کو ان مقدمات پر کلام کرنا تو مضائقہ نہیں مگر
 بعینہ اسی دعویٰ یا دلیل کا اعادہ کرنا اپنے مخاطب کو ایذا پہنچانا ہے اس کا بہت خیال رکھو۔
اوش تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کام کرنے والے آدمی کے پاس بلا ضرورت بیکار آدمی
 کا بیٹھنا اس کے قلب کو مشغول و مشوش کرتا ہے۔ خاص کر جب اس کے پاس بیٹھ کر اس تک
 بھی رہے۔ اس کا بہت لحاظ رکھنا چاہئے۔ **اوش** بالا خانہ کے بعض پیرائے لب سڑک خاص
 برسات کے پانی کیلئے ہوتے ہیں۔ دوسری اوقات میں انہیں پانی چھوڑنا راہ گیروں کو تکلیف دینا ہے،
 گو کوئی تمھاری لحاظ سے نہ بولے مگر تم کو بھی تو خیال و لحاظ رکھنا چاہئے۔ **اوش** ایک مقام سے ایک نفاذ
 پچاس روپیہ کا میہ آیا۔ چونکہ بدو ن نفاذ کھولے ہوئے معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ کس غرض سے یہ رقم
 آئی ہے۔ اور ممکن ہے کہ بعد کھولنے کے کوئی ایسی غرض معلوم ہوتی جسکو میں کو پورا نہ کر سکتا،
 اور اس لئے وہ رقم واپس کرنی پڑتی یا اس غرض میں کوئی ابھام ہوتا جس کی مگر تحقیق کی حاجت
 ہوتی اور اس کی تحقیق تک اس رقم کو بلا ضرورت امانت رکھنا پڑتا اور واپسی میں بلا ضرورت
 مجھ کو پھر صرف کا بار اٹھانا پڑتا، کیونکہ بعض اوقات ایسا ہو چکا ہے کہ بلا استفسار میری بلانے
 کے لئے خرچ بکھیرا اور میں نہ جاسکا یا کوئی مصرف مبہم یا خیر مبہم مگر جس کا کوئی جزو قابل تحقیق
 تھا لکھا اور یہاں سے استفسار کرنا پڑا اور جواب میں دوسری جانب سے دیر ہوئی تو بس اب انکی
 محتاجی ہو گئی اور جس شخص کو مشاغل زیادہ ہوں اس کو ان امور سے کوفت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ لفظ
 مبہم میں نے واپس کر دیا جس شخص کی حالت مجھ جیسی ہو اس کے ساتھ لڑو اور دوسروں کے ساتھ
 استھاناً ایسے موقع پر یہ طریقہ برتنا چاہئے کہ اول اطلاع یا استفسار کر کے اجازت حاصل
 کر لیں تب بھیجیں یا منی آرڈر کے کوپن میں صاف لکھ دیں تاکہ مرسل ایہ کو معلوم تو ہو جائے
 پھر خواہ وصول کرے یا واپس کرے۔ **اوش** جلال آباد میں ایک تہ کے مدرسہ میں ہو گیا
 بہتم مکتب نے مجھ سے درخواست کی کہ دو چار روز کے لئے کسی شخص کو تعلیم کے واسطے
 بھیجا جائے میں نے اس خیال سے کہ میرے کہنے سے مجبور نہ ہو ان ہی سے کہہ دیا کہ

یہاں کے رہنماؤں سے پوچھ لیا جاوے جو آزادی کے ساتھ راضی ہو میری طرف سے اجازت ہے۔ انھوں نے ڈاکر کو راضی کیا اور اس ڈاکر نے یہ شرط لگائی کہ فلاں شخص سے (یعنی مجھ سے) پوچھ کر آجاؤں گا۔ وہ مہتمم تو چلے گئے۔ اگلے دن مجھ سے آکر اپنا عذر بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جاسکتا میں نے کہا کہ یہ عذر ان مہتمم صاحب کے کہنا چاہتے تھے، ان سے بشرط میری اجازت کے وعدہ کر لیا، اب نہ جانے میں وہ اپنی دل میں کہیں گے، کہ وہ تو آنے پر رضامند تھے فلاں شخص نے منع کر دیا ہو گا تو تم مجھ پر الزام رکھنا چاہتے ہو کیسی ناشائستہ حرکت ہے۔ اب تم جلال آباد جاؤ، کہ فلاں شخص نے مجھ کو اجازت دینی تھی مگر فلاں عذر ہے میں نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ میں نے ان کو بھیجا۔ یہ نصیحت عام ہے۔ خود شہر خرو ہونا اور دوسرے کو مہتمم کرنا نہایت ہی مہمل بات ہے۔ اور **دوسرا**۔ ایک دفعہ ایک دوسرے شخص کا یہ ہوا کہ ان کو ایک اور شخص سے بھی کچھ کہنا تھا اور آنے سے یہ بھی مقصود تھا، انھوں نے جانا چاہا تھا، مگر خود ناواقف تھے اور وہ آدمی اس وقت ملنا بھی نہیں، اس لئے ان کو مشورہ دیا گیا کہ شام کو ملنا، گو اس میں کوئی خلجان پیش نہیں آیا، لیکن اور بعض مہمانوں کو ایسا قصہ پیش آیا کہ اس دوسرے کام میں چلے گئے اور وہ یہ سو گئی، یہاں کھانے میں انتظار کی تکلیف ہوئی، پھر گھر والے دیر تک کھانا لے بیٹھے رہے، جس میں حرج بھی ہوا دل تنگ بھی ہوا اس لئے مناسب یہ ہے کہ جہاں طالب و تابع بن کر جائے دوسرے کو حاج نہ لے جائے۔ بعض اوقات غیر مقصود قصوں میں ضروری مقصود کی رعایت فوت ہو جاتی ہے اور ضرر ہوتا ہے۔ اور **دوسرا**۔ ایک شخص کا اول قصہ ہوا، عشاء کے بعد آپ کہنے لگے کہ میں ایک جگہ سے رضائی اوڑھنے کے لئے آؤں، تب ان سے کہا گیا کہ اس وقت مدرسہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، تم پکار کر سب کو بے آرام کرو گے اور ان کو کپڑا دیا گیا۔ اور اس پر افسوس ہوا کہ یہ دن میں کیا سوتے تھے، یہ کام کرنا جب ضروری تھا تو سویرے سے کر کے فارغ ہونا لازم تھا۔ اور **دوسرا**۔ اس میں کچھ آداب ہدیہ کے مختصر لکھتا ہوں، جن کا لحاظ نہ رکھنے سے ہدیہ کا لطف اور اصلی غرض یعنی ازادیت

فوت ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۱۱) جس کو ہدیہ دے کر پوشیدہ دے، آگے اس کو مناسب ہو کہ ظاہر کر دے یہ اب اس کا قصہ ہے کہ دیو والا اظہار کی اور لینے والا اخفا کی کوشش کرتا ہے۔ (نمبر ۱۲) اگر ہدیہ غیر نقد ہو تو حتی الامکان مہدی الیہ کی رغبت کی تحقیق کرے، ایسی چیز دے جو اس کو مرغوب ہو۔ (نمبر ۱۳) ہدیہ دیکر یا ہدیہ دے پہلے اپنی کوئی غرض پیش نہ کرے کہ مہدی الیہ کو شبہ خود غرضی کا ہوتا ہے۔ (نمبر ۱۴) مقدار ہدیہ کی اتنی زیادہ نہ ہو کہ مہدی الیہ کی طبیعت پر بار ہو اور کم جتنا چاہی ہو، مضائقہ نہیں اہل نظر کی نظر مقدار پر نہیں ہوتی خلوص پر ہوتی ہے اور زیادہ ہونے کی صورت میں واپسی کا احتمال ہے، (نمبر ۱۵) اگر مہدی الیہ کسی مصلحت سے واپس کرنے لگے تو وجہ واپسی تحقیق کر کے آئندہ اس کا خیال رکھے۔ لیکن اس وقت اصرار نہ کرے۔ البتہ جو وجہ بنا واپسی کی ہے اگر وہ وجہ واقعی نہ ہو تو اس کے عدم وقوع کی اطلاع فوراً کرنا بھی مضائقہ نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ (نمبر ۱۶) جب تک مہدی الیہ پر اپنا خلوص ثابت نہ کر دے ہدیہ پیش نہ کرے۔ (نمبر ۱۷) حتی الامکان ریلوے پارسل کے ذریعہ ہدیہ نہ بھیجے کہ مہدی الیہ کو کئی طرح کا اس میں تعب ہوتا ہے۔

آداب خط و کتابت | ادب | اس میں کچھ آداب خط و کتابت کے لکھتا ہوں:-

(نمبر ۱) خط کی عبارت اور مضمون اور خط بہت صاف ہو۔ (نمبر ۲) ہر خط میں اپنا پورا پتہ لکھنا ضروری ہے، مکتوب الیہ کے ذمہ نہیں ہے کہ اس کو حفظ یا درکھا کرے۔ (نمبر ۳) اگر کسی خط میں پہلے خط کے کسی مضمون کا حوالہ دینا ہو تو پہلا خط بھی اس مضمون پر نشان بنا کر ہمراہ بھیجے۔ تاکہ سوچنے میں تعب نہ ہو اور بعض اوقات یاد ہی نہیں آتا۔ (نمبر ۴) ایک خط میں اتنی سوالات نہ بھر دے کہ مجیب پر بار ہو، چار پانچ سوال بھی بہت ہیں، بقیہ جواب آنے کے بعد پھر بھیج دے۔ (نمبر ۵) کثیر المشاغل مکتوب الیہ کو پیام و سلام پہنچانے سے معاف رکھے اسی طرح اپنی مشغول کو بھی ایسی تکلیف نہ دے، خود ان لوگوں کو ہر راہ راست جو لکھنا ہو لکھ دے۔ اور جو کام مکتوب الیہ کے لئے مناسب نہ ہو اس کی فرمائش لکھنا تو اور بھی بے تمیزی ہے۔ (نمبر ۶) اپنی مطلب کے لئے بیزنگ خط نہ بھیجے۔ (نمبر ۷) بیزنگ جواب بھی نہ منگاتو، بعض اوقات یہ شخص ڈاکیہ کو نہیں ملتا اور وہ اس

خطا کو واپس کر دیتا ہے تو بلا ضرورت مجیب تاوان پڑتا ہے (نمبر ۸۵) جو اپنی رجسٹری خط کھینچنا خلاف
 تہذیب ہے۔ حفاظت میں تو غیر جو اپنی رجسٹری کے برابر ہوتی ہے کچھ اتنی بات اس میں زیادہ
 کہ مکتوب الیڈ لیکر انکار نہیں کر سکتا۔ سو ظاہر ہے کہ اپنے معظّم کو بھیجا گیا اس کے یہ معنی ہیں
 کہ اس پر بھی تھوٹ بونے کا شہہ کیا جاتا ہے سو کتنی بڑی بے ادبی ہے، یہ قریب تو آداب کے
 ہیں اور اسی قسم کے آداب معاشرت کی مقدار بہشتی زیور کے دسویں حصہ میں لکھ دیے ہیں انکو
 بھی ملاحظہ فرمایا جاوے جن میں سے بعضے عنقریب ذیل میں بھی مذکور ہیں۔ اور خلاصہ ان
 تمام آداب کا یہ ہے کہ اپنے کسی قول یا فعل یا حال سے دوسری کی طبیعت پر کوئی ہار یا پریشانی
 یا تنگی نہ ڈالے۔ یہی خلاصہ حسن اخلاق کا جو شخص اس قاعدہ کو مستحضر کر لیا وہ زیادہ تفصیل سے
 مستغنی ہو جائیگا اسی لئے اس فہرست کو بڑھایا نہیں گیا، البتہ اس قاعدے کے لحاظ کے ساتھ
 کام اور کرنا پڑیگا کہ ہر قول و فعل کے قبل ذرا سوچنا ہوگا کہ ہماری یہ حرکت موجب ایذا تو نہ ہوگی
 پھر غلطی بہت کم ہوگی اور چند روز کے بعد خود طبیعت میں صحیح مذاق ایسا پیدا ہو جاوے گا
 کہ پھر سوچنا بھی نہ پڑے گا۔ یہ سب امور مثل طبعی کے ہو جاویں گے۔

بعضے آداب بہشتی زیور سے

ادب اگر کسی سے ملنے جاوے تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی

دیر باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے ادب
 جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سنکر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہ دیا کرو کہ ہنوز
 کا دل ایک طرف ہو جاوے۔ نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے۔ اور
 تم نے سنا نہ ہو، یا وہ یہ سمجھے کہ تم یہ کام کر دو گے اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا
 آدمی بھروسہ میں رہا۔ ادب کسی کے گھر میں مہمان جاوے تو اس سے کسی چیز کی فرمائش
 مت کرو بعضی دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت، مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو
 پوری نہیں کر سکتا ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔ ادب جہاں اور آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھکر
 تھو کو مت، ناک مت صاف کرو۔ اگر ضرورت ہو تو ایک کنارے جا کر فراغت کر آؤ۔ ادب

کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سُسنے والوں کو گھن پیدا ہو، بعضے نازک
 مزاجوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ **ادب**۔ بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے
 ایسی باتیں مت کرو، جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جائے۔ ناحق دل ٹوٹے گا۔ بلکہ تسلی کی باتیں
 کرو کہ انشاء اللہ سب ڈکھ جاتا ہے گا۔ **ادب**۔ اگر کسی کی پوشیدہ بات کرتی ہو اور وہ
 بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو، ناحق اس کو شبہ ہوگا، اور یہ
 جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہے۔ اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات کا کرنا
 گناہ ہے **ادب**۔ بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا ہونے نہ دو اگر دھو بی کے گھر کے
 دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن کے ہی کپڑے دھو ڈالو۔ **ادب**۔ آدمیوں کے بیٹھے ہوئے
 جھاڑو مت دلو اور۔ **ادب**۔ مہمان کو چاہئے کہ اگر پیٹ بھر جائے تو تھوڑا سا لیں روٹی
 دسترخوان میں ضرور تھوڑے دئے تاکہ گھر والوں کو شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا اس سے وہ
 شرمندہ ہوتے ہیں۔ **ادب**۔ راہ میں چارپائی یا پیرھی یا اور کوئی برتن یا اینٹ پتھر
 وغیرہ مت ڈالو۔ **ادب**۔ بچوں کو ہنسی میں اچھا لومت اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت
 لٹکاؤ، شاید گر پڑیں۔ **ادب**۔ پردہ کی جگہ کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے مت پوچھو
 کہ کہاں ہے۔ **ادب**۔ گٹھلی چھلکا کسی آدمی کے اوپر سے مت پھینکو۔ **ادب**۔ کسی کو
 کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دور سے مت پھینکو کہ وہ ہاتھ میں لے لیگا۔ **ادب**۔ جس سے
 بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال مت پوچھو۔ **ادب**۔ کیسے
 غم یا پریشانی یاد کہ بیماری کی کوئی خبر سنو تو قبل پختہ تحقیق کے کسی سے نہ کہو، بالخصوص اس کے
 عزیزوں سے۔ **ادب**۔ دسترخوان پر سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے
 سے مت ہٹاؤ، دوسری برتن میں لے آؤ۔ **ادب**۔ لڑکوں کے سامنے کوئی بات
 بے شرمی کی مت کہو۔

تمام ہوئے بعضے آداب بہشتی زیور کے، اور یہاں تک اکثر آداب وہ ہیں جن کا برابر والوں

یا اکابر کے ساتھ لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اب دو چار آداب ایسے بھی بتلانا ہوں جن کا لحاظ بڑوں کو چھوٹوں کے ساتھ رکھنا مناسب یا واجب ہے۔

ادب ۱۵۔ بڑوں کو بھی بہت نازک مزاج نہ ہونا چاہئے کہ بات بات میں بگڑا کریں بات بات پر چھینکا کریں، یہ لقمی بات ہے کہ جیسے دوسرے تم سے بے تمیزی کرتے ہیں، تم اگر اپنے سے بڑوں کے ساتھ رہو سہو تو تم سے بھی بہت بے تمیزیاں ہو کر لیں یہ سمجھ کر کچھ تسامح بھی کیا کرو اور ایک بار دہر ترمی سے بچھا دو۔ جب اس سے کام نہ چلے تو مخاطب کی مصلحت کی نیت سے تندی و درشتی کا بھی مضائقہ نہیں۔ اگر تم نے بالکل تحمل نہ کیا تو صبر کی فضیلت ہمیشہ محروم رہے۔ اور جب خدا نے تم کو بڑا بنایا ہے تو ہر طرح کے لوگ تمہاری طرف رجوع کریں گے۔ ان میں مختلف طبائع مختلف عقول کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک ہی تاریخ میں سب یکساں کیسے ہو جائیں گے۔

یہ حدیث قابل یاد رکھنے کے ہے۔ ”المؤمن الذی یخالط الناس ویصیر علی اذہم خیر من الذی لا یخالط الناس ولا یصیر علی اذہم“

ادب ۱۶۔ جس شخص کی نسبت تم کو قرآن سے متیقن یا مطمئن ہو کہ تمہارے کہنے کو ہرگز نہ ٹالے گا تو اس سے کسی ایسی چیز کی فرمائش نہ کرو جو شرعاً واجب نہیں۔

ادب ۱۷۔ اگر بلا فرمائش کے کوئی تمہاری مالی یا بدنی خدمت کرے تب بھی اس کا خیال رکھو کہ اس کی راحت یا مصلحت میں خلل نہ پڑے۔ یعنی اس کو زیادہ جانگنے مت دو، اس کی گنجائش سے زیادہ اس کا ہدیہ مت لو، اگر وہ تمہاری دعوت کرے بہت سے کھانے مت پکانے دو، ہمراہی میں بہت سے آدمیوں کی دعوت مت کرنے دو۔ **ادب ۱۸**۔ اگر کسی شخص پر قصداً ناخوش ہو تا پڑے یا اتفاقاً ایسا

ہو جائے تو دوسرے وقت اس کا دل خوش کر دو۔ اگر تم سے واقعی زیادتی ہو گئی ہو تو بے تکلف اس سے معذرت کر کے اپنی زیادتی کی معافی مانگ لو، عار مت کرو، قیامت میں وہ اور تم برابر ہوں گے۔ **ادب ۱۱۹**۔ اگر گفتگو میں کسی کی بے تمیزی پر زیادہ تغیر مزاج میں ہونے لگے تو بہتر ہے کہ بلا واسطہ اس سے گفتگو مت کرو، کسی اور مزاج شناس سلیقہ شعار کو بلا کر اس کے واسطے سے گفتگو کرے تاکہ تمہارا تغیر دوسرے پر اور اس کی بے تمیزی تم پر اثر نہ کرے۔ **ادب ۱۲۰**۔ اپنے کسی خادم یا متعلق کو اپنا ایسا مقرب مت بناؤ کہ دوسرے لوگ اس سے دہنے لگیں، یا وہ دہانے لگے۔ اسی طرح اگر وہ لوگوں کی روایات و حکایات تم سے کہنے لگے، منع کر دو ورنہ لوگ اس سے خائف ہو جائیں گے اور تم لوگوں سے بدگمان ہو جاؤ گے اسی طرح اگر وہ کسی پیام یا سفارش تمہارے پاس لائے سختی سے منع کر دو تاکہ لوگ اس کو واسطہ سمجھ کر اس کی خوش آمد نہ کہنے لگیں، اس کو نذرانے نہ دینے لگیں۔ یا وہ لوگوں سے فریالٹن نہ کرنے لگے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام لوگوں کا تعلق براہ راست اپنے سے رکھو۔ کسی شخص کو واسطہ مت بناؤ، ہاں اپنی خدمت کے لئے ایک آدھ شخص خاص کر یومضائقہ نہیں۔ مگر اس کو لوگوں کے معاملہ میں ذرہ برابر دخل نہ دو۔ اسی طرح مہمانوں کا قصہ کسی پرست چھوڑو، خود سب کی دیکھ بھال کرو، گو اس میں تم کو تعب زیادہ ہوگا، مگر دوسروں کو تو رحمت و سہولت رہے گی اور بڑے تو تعب کے لئے ہوا ہی کرتے ہیں۔ خوب کہا گیا ہے

آن روز کہ مد شدی ہی دانستی کانگشت نما تو عالمے خواہد شد
اب ان آداب و قواعد کو ایک بے قاعدگی کے قاعدہ پر ختم کرتا ہوں۔

عہ یہی عدد و غلاط عوام کا ہے ۱۲ منہ

ازالہ الرین جقوق الدین

اربعینا ابن ابرہیم ط

لما بعد حمد و صلوة کے مؤلف رسالہ بڑا اپنے برادر ابن مسدای کی خدمت میں
گنہ گشت کرتا ہے کہ عرصے سے دیکھتا تھا کہ بخت مسدای بھائی بولے حقوق والدین میں بقدر
زیادتی اور مباغذ کرتے ہیں کہ جس سے دیگر اہل حقوق کے حق ضائع ہوتے ہیں۔ اور حضرت
ذوالجذال و کرام کی نافرمانی ہوتی ہے۔ اور پھر اس بے تاد کو عمدہ شمار کرتے ہیں اور کہتے
ہیں کہ شریعت نے ہم کو اطاعت والدین ہی طرح سکھائی ہے۔ اور اپنی کج فہم کے
موافق آیات و احادیث پیش کرتے ہیں۔ سو اس ناشائستہ حرکت کو دیکھ کر دل دکھتا تھا
اب بفضل خالق اکبر ایک مضمون اس بارے میں لکھنے کا قصد کیا اور اپنے پیارے پروردگار
رحیم و کریم سے اختتام رسالہ اور اوصواب کی دعا کی، اللہ تعالیٰ بطریق حق اس کتاب
کو پورا فرماوے۔ آخر میں ایک مفید تذمیل اضافہ کیجائے گی جس میں حقوق شوہر اور
حقوق استاد کا مبالغہ بیان ہو کر امر حق واضح کیا جاوے گا۔ اصل مقصود رسالہ ہی امور
مذکورہ ہیں، مگر ضمناً اور فوائد بھی بیان کیے جاویں گے۔ یہ سب سمجھ لینا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ
نے اپنی اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے اور مقصود اور عقل بالذات ہمارے ذمہ اس
خالق اکبر ہی کی تابعداری ہے۔ اور باقی جن حضرات کی تابعداری ہمارے ذمہ اللہ پاک
نے لازم کی ہے وہ مقصود بالذات اور تابع ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اصل تابع پر ہمیشہ اور
مقصود ذرا بعد پر دونا مقدم ہو کرتا ہے۔ اگر وسیلہ اور فرغ کی اطاعت سے اصل
اور مقصود کی تابعداری میں نقصان ہو گا تو وہ تابعداری مذموم اور ناجائز ہوگی، حسب
عقلیہ و نقلیہ و عرفیہ۔ ورنہ اصل کا فرغ اور فرغ کا اصل ہونا لازم آئے گا۔ اور یہ موضوع

سے جو باطل، اور مقصود سے دور ہے۔ پس اس قاعدہ کلیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیات اور احادیث و غیرہ سے مقصود کو ثابت کرتا ہوں، خوب غور سے سمجھئے، یہ رسالہ الشفاء اللہ تعالیٰ عوام و خواص کی غلطی رفع کرے گا۔ بعض خواص بھی بوجہ عدم تدبیر اس مغلطہ پر عظیم میں مبتلا ہیں۔ واللہ یقول الحق ویهدی السبیل اللهم تقبل منا انک انت السميع العليم

آغاز مقاصد کتاب

(۱) پارہ پندرہ سورہ بنی اسرائیل وقضی بک الا تعبدوا الا ایاہ و یا الوالدین احساناً ما یبلغن عندک الکبر لحدھما او کلھما فلا تقل لھما اوفی و لاتسمھما و قل لھما قولاً کریماً و اخفض لھما جناح الدل من الرحمتہ و قل رب ارحمھما کما رببتنی و صغیراً ذککم اعلم بما فی نفوسکم ط ان تکونوا صلحین فانہ کان للاب و ابین شغوراً و ات ذالقریب لحقہ و المسکین و ابن السبیل و لاتبذوا ثبیراھ تم کتیبہ اور قطعی حکم دیدیا تیر مورب نے کہ کسی کو نہ پوجو اس (اللہ) کے سوا۔ اور ماں باپ کے ساتھ سلوک (کرو) اگر ہو چکا جاوے بیٹھاپے کو تیرے سامنے والدین میں کا ایک یا دونوں (بڑھاپے کی قید اہتمام کے لئے ہے کہ یہ حالت زیادہ تعظیم کی مقتضی ہے۔ اور نیز اس حالت میں انکو خدمت کی زیادہ حاجت ہے۔ اور ایسی حالت میں اولاد کو بوجہ شفقت شدید غصہ آنے کا احتمال ہے، ورنہ بغیر بڑھاپے کی حالت کا بھی یہی حکم ہے۔ چنانچہ سورہ لقمان کی آیت و صاحبہما فی الدنیا عمرہ و فاذا واران کا ساتھ دے

عہ نقل الفقہ ابوالمیث قال علی اللہ علیہ وسلم المصاب بالمرن ان یطعمہ اذا اجانا و یسوی عما اذا عیا ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹

دنیا میں عمدہ طور پر اس حکم کو مطلقاً ثابت کرتی ہے۔ اس لئے کہ ایذا تو والدین لیے ساتھ دینے کے خلاف ہے۔ جس کا حکم ہے اور جس لفظ کا کہنا حالت بڑھاپہ میں حرام کیا گیا ہے وہ ایذا ہے خوب سمجھ لو، تو ان کو ہوں بھی نہ کہتا۔ اور نہ ان کو جھڑکتا۔ اور کہہ ان سے تعظیم کی بات اور جھکاوے ان کے آگے عاجزی کا بازو یعنی عاجزی کا براؤ کر، نیاز سے۔ اور کہہ اے میرے پروردگار ان پر رحم فرما۔ جیسا انہوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم سعادتمند ہو گے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخشتا ہے۔ یعنی سعادت سمجھ کر والدین کی خدمت کرنا یا ایک بوجھ سمجھ کر نباہنا سب کچھ ہم خوب جانتے ہیں۔ البتہ اگر نیت نیکی پر ہو اور کسی وقت تنگ دلی یا غصہ میں کچھ ناراض کر بیٹھو اور پھر توبہ کر لو تو ہم اپنی نافرمانی کا گناہ معاف کر دیں گے۔ اور خود ان سے بھی کہ جن کا قصور کیا ہے بحالست قدرت معافی مانگنا ضرور ہے۔ مجبوری میں ان کے لئے کثرت سے استغفار کرے۔ حق تعالیٰ قیامت میں معاف کر دیں گے۔ اور سعادت مند ہونے کی قید خصوصیت سے معافی کئے ہے ورنہ گناہ تو کسی طریق پر ہو سکتی توبہ سے معاف کر دیا جاتا ہے۔ اور دے قدرت دار کو اس کا حق، اور محتاج کو اور مسافر کو مست اڑا بھیر کر حق تعالیٰ نے حد اعتدال قائم رکھنے کو حقوق والدین کے متصل دیگر حقوق کا ادا کرنا بھی فرض کر دیا، کیونکہ احتمال تھا کہ اس شد و مد کے ساتھ والدین کی اطاعت کا حکم دیکھ کر کوئی شخص کسی دوسرے کے ادائے حقوق کو بھٹس معمولی بات خیال کر کے اس کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا اور رضائے والدین کو مقدم کرتا مثلاً والدین کہتے کہ تو اپنے اہل و عیال کو ایذا دے، خورد و نوش واجب میں کمی کر تو یہ کہنے لگا پس رحیم و کریم نے یہ ہتھا دیا کہ ہر چیز کی حد ہے، والدین کی وہ ہے کسی دوسرے کی حق تلفی نہ کر وہ وجہ ربط ہے دونوں مضمونوں میں اور دوسری وجہ یہ کہ اول والدین

کا حق بیان کیا جو نہایت موکد ہے۔ پھر دیگر اہل قرابت اور دوسرے حضرات کے حقوق کا بیان کیا، پس اعلیٰ کو مقدم اور ادنیٰ کو مؤخر کیا (قواملاً) اس آیت سے والدین کو اوف (یعنی ہوں) کہنا منع ثابت ہوا اور جو دوسرا لفظ یا برتاؤ ایسا ہی ہو اس کا بھی حکم یہی ہے، اور جب اس لفظ کے ممنوع ہونے کی حضرات فقہاء جمہم اللہ تعالیٰ نے ایذائے والدین بیان فرمائی ہے۔ یعنی اس لفظ اور مثل اس کے دیگر الفاظ اور برتاؤ سے ان کو سبب پہنچتا ہے، کیونکہ یہ کلمہ ہتک اور بے عزتی کا ہے۔ پس قاعدہ کلیہ یہ ہوا کہ جس بات میں والدین کو واقعی ایذا ہو (جو عند الشریع معتبر ہے) وہ برتاؤ قبولی ہو یا فعلی ان کے ساتھ منع اور حرام ہوگا اور جس برتاؤ سے سبب مذکور بشرط مذکورہ نہ ہو وہ منع نہ ہوگا۔ اس علت اور حکم کا ہر جگہ خیال رکھئے، تمام احکام کا مدار اسی علت پر ہے۔ اور قرآن میں اس آیت سے زیادہ کسی آیت میں حقوق والدین کی شدت نہیں بیان ہوئی۔ اگر یہ لفظ یا اس کے مثل کسی قوم میں بطور تعظیم بولا جاتا ہو تو اس کا اطلاق والدین پر جائز ہوگا۔ چنانچہ فقہائے تصریح کی ہے، چند مسائل اس علت پر مبنی کر کے بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں۔ پھر جن احادیث سے لوگوں کو شبہ پڑا ہے ان کو نقل کر کے جواب معقول قلمبند کروں گا۔ اور بعض احادیث

لہ روی عن بعض التابعین انہ قال من دعا لابیہ فی کل یوم خمس مرات فقد اوی حقہ لان اللہ تعالیٰ قال ابن اشکری ذی الذنوب ابی المصیر فشکر اللہ تعالیٰ ان یصلی فی کل یوم خمس مرات وکذا لک الوالدین ان یدعو لہما فی کل یوم خمس مرات کذا قال الفقیہ ابو الیثیم قدس سرہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلم اللہ شیئاً من العقوق ادنی من ان ینہی عن ذلک فلیعمل العاق باشار ان یرعی فلن یدخل الجنۃ ویرعی الباء ماشاء ان یرعی فلن یدخل النار رواہ الفقیہ الممدوح قالت انہ ینبغی ان یتصدق غنیم ازادوی الزکوٰۃ وغیرہا وقال صلی اللہ علیہ وسلم لایجزی ولد والد الا ان یکبہ مملوکاً فی شتر یہ فی حقیقہ مروی بسند صحیح ۱۷

ادارہ اشرف العلوم میں مجدد الملہ حکیم الامہ حضرت مولانا قاضی قدس سرہ کی تصانیف مفیدہ اور مواظظ اور دیگر اکابرین ملت کی تصانیف اور پریم کے قرآن مجید اور مذہبی کتابیں مطبوعات۔ مصر و شام اور ہندوستان بکفایت طبع ہیں

جو غیر معتبر ہیں اس باب میں وہ بھی اس کے بیان غیر معتبر کے ساتھ نقل کروں گا۔

(۱) جو سفر (خواہ تجارت کا سفر ہو خواہ حج وغیرہ کا) طیکہ وہ سفر فرض

و واجب نہ ہو، ایسا ہو جس میں غالب ہلاکی کا اندیشہ نہیں بغیر اجازت والدین درست ہے۔ اگر والدین اس سفر سے منع کریں تو ان کے کہنے سے سفر نہ کرنا ضروری نہیں۔

چنانچہ مسئلہ درمختار اور عالمگیری میں موجود ہے۔ اور جو سفر فرض یا واجب ہو اس میں بطریق اولیٰ یہ حکم ہو گا جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ

جب والدین اپنی ضروری خدمت کے محتاج نہ ہوں۔ خواہ ان کو حاجت ہی نہ ہو یا ہو

تو دوسرا کوئی ضروری خدمت کرنے والا موجود ہو۔ وجہ یہ ہے کہ مذکورہ صورتوں

میں والدین کو کوئی سبب و تکلیف واقعی اور قابل اعتبار نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اس لئے

اس صورت میں والدین کے خلاف کام کرنا درست ہے نہ حرام نہ مکروہ۔

(۲) اگر والدین کو ضروری حاجت کے لئے رجس کو شہدایت نے ضروری کہا

ہے مثلاً طعام و لباس وغیرہ و ادائے قرض، خرچ کی ضرورت نہ ہو اور اولاد کے

پاس اپنی ضروری حاجت سے روپیہ یا دوسری قسم کا مال زائد ہو اور والدین اولاد سے

طلب کریں تو اولاد کو دینا ضروری نہیں۔

(۳) والدین بغیر احتیاج خدمت نوافل پڑھنے کو منع کریں یا کسی دوسرے

غیر ضروری کام کرنے سے روکیں تو اس صورت میں ان کا کہنا ماننا ضروری نہیں۔

ہاں اگر وہ خدمت ضروری کے محتاج ہوں اور نوافل وغیرہ میں مشغولی ان کو تکلیف

دے اور کوئی دوسرا خادم نہ ہو تو اولاد پر ضرور اور واجب ہے کہ نوافل وغیرہ چھوڑ کر

ان کی خدمت کرے۔

(۴) اگر والدین حقہ نوش ہوں اور حقہ پینا بغیر کسی مرض اور معذوری کے ہو اور

اولاد سے حقہ تیار کرنے کی فرمائش کریں رخصت پینا سخت مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر

کوئی خاص حُقتہ ہو اور اس سے کسی ضرر اور بدبو منہ میں پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔
 یا کوئی ایسا مرض ہو کہ سوائے حُقتہ کے کسی وجہ سے دوسرا علاج ممکن نہ ہو تو شرعاً
 بلا کراہت اجازت ہے۔ صاحب مجالس الابرار نے نہایت تحقیق اور تفصیل
 سے حُقتہ کی مذمت ثابت کی ہے، تو اولاً پیراس کہنے پر عمل کرنا ضروری نہیں بلکہ
 ایک فعل مکروہ کا مرتکب ہونا ہے جو شرعاً مذموم ہے۔ اور ضرورت کی حالت
 میں جس کی تفصیل بیان ہو چکی اس فسر مالش کی تعمیل واجب ہے۔

(۵) اگر کسی کی بیوی سے کوئی (واقعی) تکلیف اور رنج اس شخص کے والدین
 کو نہ پہنچتا ہو خواہ مخواہ والدین اس شخص کو حکم کریں کہ تو اپنی عورت کو طلاق دیدے،
 تو اس کہنے کی تعمیل اس آدمی پر ضروری نہیں بلکہ ایسی صورت میں طلاق دینا
 عورت پر ایک طرح کا ظلم کرنا ہے۔ طلاق اللہ پاک کے نزدیک بڑی بُری چیز ہے
 فقط مجبوری میں جائز رکھی گئی ہے خواہ مخواہ طلاق دینا ظلم اور مکروہ کفر بھی ہے۔
 نکاح تو وصال کے لئے موضوع ہے یہ فراق بلا وجہ کیسے روا ہو سکتا ہے۔ وفضلہ
 ابن الہمام فی فتح القدیرو حقیقہ۔

عہ لاتر و طینا حال سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما الطلقات کثیرۃ لازوجہ کما ہو مذکور فی الکتب
 فافہ لا یظن انہ کان یفعلہ بغیر سبب ولو فرضنا کذا لک فهو قیاس الصحابیؓ فلا یلزم علینا اقبا عہ ۱۲
 عہ قال الشیخ ابن الہمام فی کتاب الطلاق من فتح القدیرو لا یخفی ان کلامہم فیما سأتی من التعلیل
 یصرح بانہ منظور لما فیہ من کفر ان نعمۃ النکاح وللمحذین للذکورین وغیرہا وانما ینجیح الحاجتہ
 والحاجتہ ما ذکرنا فی بیان سببہ فیہن الحکمین منہم تدافع فالاصح حظہ الحاجتہ للادولۃ المذكورۃ وکل
 لفظ اللبایح علی ما ینجیح فی بعض الاوقات اعنی اوقات تحقق الحاجتہ المبیحۃ انتہی الی ملہنا کلامہ ثم
 طول کلامہ فان شئت فارجع الیہ ۱۳

(۶) اگر والدین کسی گناہ کا حکم دیں کہ فسلاں گناہ کرو، مثلاً فرمائیں کہ اہل حق کی مدد نہ کرو یا زکوٰۃ نہ دو یا دینی تعلیم نہ کرو یا اور کوئی ایسی ہی بات کا حکم دیں تو ان صورتوں میں ان کا کہنا ماننا حرام ہے اور ان کی مخالفت فرض ہے۔ جب کہ وہ کام ضروری ہو جس سے وہ روکتے ہیں، ہاں اگر ان کو کوئی (واقعی اور سخت) تکلیف ہو مثلاً وہ بیمار ہوں، اور کوئی خادم نہ ہو اور نماز کا وقت ہو اگر ان کی خبر گیری نہ کی جائے تو سخت تکلیف کا اندیشہ ہے۔ پس ایسی صورت میں اگر وہ نماز قضا کرنے کو کہیں تو قضا کر دے، پھر کسی وقت قضا پڑھ لے۔ اور اگر کسی مستحب کام سے روکیں اور اپنی کسی ضروری حاجت (واقعی اور معتبر) کی وجہ سے روکیں تو ان کے حکم کی تعمیل واجب ہے۔ اور خواہ مخواہ روکیں تو واجب ہے۔

(۷) اگر والدین کہیں کہ تم ہماری فلائی اولاد کو رکھو وہ صاحب حاجت نہیں ہے، اس قدر قسم دیدو تو باوجود گنجائش کے بھی یہ رقم دینا واجب نہیں۔ (یہاں تک مع نظائر یہ بیان ہو گیا کہ کس کس جگہ والدین کے حکم کی تعمیل واجب اور کس مقام پر منع ہے اور کس مقام پر جائز ہے۔ غرض ہر جگہ اطاعت والدین ضروری نہیں)

(۸) حدیث میں ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا افضل ہے نماز سے اور روزہ سے اور حج سے اور عمرہ سے اور جہاد سے اور خدایں (یہ حدیث ثابت نہیں اس لئے قابل اعتبار نہیں۔ اور اس کو حدیث کہنا روا نہیں جیسا کہ امام شوکانی نے مختصر سے نقل کیا ہے۔ فوائد مجموعہ میں اور قاعدہ شرعی کے خلاف ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا)

(۹) مشکوٰۃ باب البر والصلہ میں بروایت ترمذی مذکور ہے رضا کر پروردگار رضائے والدین میں ہے (یعنی والدین اگر راضی رہیں تو اللہ تعالیٰ بھی راضی رہے اور اگر وہ ناراض رہیں تو خدا بھی ناراض رہے) اور ناخوشی پروردگار کی ناخوشی والدین میں ہے۔

ف یہاں سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ ہر کام میں والدین کی رضا لازم ہے ورنہ گناہ ہوگا۔

حالانکہ یہ حکم نہیں۔ پس مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جن امور میں اطاعت والدین شریعت سے لازم ہے ان امور میں اگر کوتاہی کرے گا تو تاراضی حق حاصل ہوگی۔ اور نافرمانی جب ہی ہوگا جبکہ حقوق ضروریہ ادا نہ کرے۔ پس یہ حکم مطلقاً نہیں بلکہ داخل ہر اسی قاعدہ کلیہ میں جو ابتداءً قائم کیا گیا ہے۔ کہ جس بات کے کرنے سے والدین کو تکلیف ہو وہ کام نہ کرنا واجب ہے۔ اور اس حدیث کا شان نزول خصوصیت بیان حقوق والدین اور مراد مذکورہ پر دلالت کرتا ہے جس کو اشعة اللمعات میں نقل کیا ہے۔ اور راز یہ ہے کہ ہر امر میں اطاعت کا حکم دیا جاتا اور اسی طرح عورت کو ہر امر میں خضوع کی اطاعت کا حکم ہوتا تو بہت سے لوگ عبادت الہی سے جو پیدائش انسان سے اصلی مقصود ہے محروم ہو جاتے اور اپنے اصلی محبوب کی یاد سے اور اس کے ذکر کی حقیقی لذت اور کمالات عالیہ سے محروم رہتے۔ جس بغیر طالب خالق اکبر کو چین ہی نہیں اور مقصود بھی وہی ہے جیسا کہ تھمید میں بیان کر چکا ہوں۔ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۗ اور ہم نے جن و انسان کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے!

اور حدیث قدسی جو باعث بارئہ ضعیف مگر ہمارے مقصود کو غیر مضر اور باعتبار تحقیق حضرات اہل کشف صحیح ہے اسی مضمون کو بتلاتی ہے اور وہ یہ ہے كُنْتُ كُنُوزًا مَخْفِيًا فَاحْبَبْتُ أَنْ أُشْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ - میں خزانہ میں پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں سو پیدا کیا میں نے مخلوق کو پس معلوم ہوا کہ عبادت الہی اور معرفت محبوب حقیقی مقصود ہے پیدائش مخلوق سے پس ہر جگہ اس کو مقدم رکھا جائیگا۔ (۴) مشکوٰۃ کے مقام مذکور میں حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے کہ ایک مرد ان کے پاس آیا اور کہا کہ میری ایک بیوی ہے جس کے طلاق دینے کا میری ماں حکم کرتی ہے (آیا طلاق دوں یا نہیں) پس فرمایا اس سے حضرت موصوف نے میں نے

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ باپ (اور ماں) افضل دروازہ بہشت کا ہے (یعنی سبب داخل ہونے جنت میں افضل دروازے جنت سے رضائے والد (اور والدہ) ہے۔ پس اگر تو چاہے تو حفاظت کر دروازے کی یا ضائع کر دے اس کو درہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ اس عورت سے اس مرد کی والدہ کو تکلیف (واقعی) پہنچتی تھی اس وجہ سے طلاق دلانا چاہتی تھی۔ ورنہ خواہ مخواہ طلاق دلانا ظلم ہے اور ظلم پر مدد کرنا ظلم ہے، پس طلاق جو ظلم ہے صورت مذکورہ میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اس کی کیسے اجازت دے سکتے تھے۔ نیز یہی جواب ہے اس حدیث کا جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت علیؓ چاہتے تھے کہ ان کے صاحبزادے اپنی بیوی کو طلاق دیدیں اور صاحبزادے طلاق دینا نہیں چاہتے تھے تو انہوں نے جناب سرور عالم سے مسئلہ دریافت کیا، آپ نے طلاق دینا ارشاد فرمایا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے مقبول صحابی کسی پر کیسے ظلم کرتے، اگر بفسد محال ایسا کرتے تو حضور سرور عالم کیسے گوارا فرماتے اور ظلم کی کس طرح اعانت فرما سکتے تھے۔ اس حدیث کی تقریر قریب اسی تقریر کے حضرت امام ہمام غزالی قدس سرہ نے احیاء العلوم میں فرمائی ہے۔

(۵) حضرت ابن عباسؓ سے مشکوٰۃ کے باب مذکور میں یہ روایت یہی تھی روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے جو شخص صبح کرے اس حال میں کہ کہ فرما بزرگوار ہو حق تعالیٰ کا مال باپ کے حق ضرور ادا کرنے میں تو وہ ایسے حال میں صبح کرتا ہے کہ دو دروازے جنت کے اس کے لئے کھلے ہیں۔ اور اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو اور یہ برتاؤ اس کے ساتھ کیا جائے تو بطریق مذکور ایک دروازہ جنت کا اس کے لئے

۱۲ اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے ۱۲

کھلا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح جو صحیح کرتے اس حال میں کہ نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ کی والدین کے حقوق (ضروریہ) میں تو ذور و ذرے جہنم کے کھل جاتے ہیں۔ اور اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ ایک مرد نے عرض کیا کہ اگر چہ والدین اس پر ظلم کریں (یعنی باوجود ان کے ظلم و زیادتی کے بھی ان کی اطاعت ہی کرے) حضور اقدس نے تین بار فرمایا کہ اگر چہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں رتبہ بھی اس کو اطاعت ہی چاہئے اور ضرور ہے۔ واضح رہے کہ مطلب یہ ہے کہ والدین کے ظلم کرنے کی وجہ سے جو حقوق ان کے اولاد پر ضرور ہیں ان کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ بُرائی کی ہم بھی ایسا ہی کریں یہ غرض نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے کام کا حکم کریں جو شرعاً ظلم ہو اور اس میں ان کا کہنا مانے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے لا طاعت لمخلوق فی معصیتہ الخالق نہیں ہے کسی طرح کی تابعداری کسی مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں یعنی کسی مخلوق کا کسی قسم کا حکم ماننا جو خالق کے حکم کے خلاف ہو ہرگز جائز نہیں۔ اور یہ جملہ صورت خیر ہے اور مراد اس سے نہیں ہے۔ اور نہی بصوت خیر مبلغ ہوتی ہے خود نہی کے صیغہ سے۔ پس نہایت تاکید سے یہ امر ثابت ہوا کہ کسی مخلوق کا کوئی کہنا ماننا جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو ہرگز جائز نہیں۔ خوب سمجھ لو۔

(۶) بیوی کے نفقہ کے سوا اور اہل تہارت کا نفقہ مرد کے ذمہ اُس وقت واجب ہوتا ہے، جبکہ وہ اس قدر مال کا مالک ہو جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔ اور والدین بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ اور بیوی کا نفقہ ہر صورت میں فرض ہے خواہ شوہر فقیر ہو یا امیر ہو (حاشیہ شرح وقایہ) پس معلوم ہوا کہ جب تک بقدر مال مذکور مرد کے پاس نہ ہو والدین کا نفقہ (ضروری خرچ) واجب نہ ہوگا۔ اس تقریر سے یہ غرض نہیں کہ انسان والدین سے بے رنجی اور

ان کے ادائے حقوق میں کوتاہی اور ان کی احسان فراموشی کرے کہ یہ تو بہت بُری بات ہے۔ بلکہ غرض اس تمام تقریر سے یہ ہے کہ مبالغہ رفع کر دیا جائے۔ وہ حقوق بھی بیان ہو جائیں جو واجب ہیں اور وہ بھی جو غیر ضروری اور مستحب یا مباح ہیں۔ والدین رب مجازی ہیں ان کا بڑا لحاظ اور بڑی اطاعت کرنی چاہئے اور چونکہ حقوق والدین مشہور ہیں ان کے بیان کی حاجت نہیں۔ نیز یہ کتاب جس مبالغہ رفع کرنے کے واسطے موعود ہے وہ اس کا اصلی مقصد ہے۔ اور صورت مذکورہ میں مستحب منوگہ ہے کہ اگر کوئی خاص مجبوری نہ ہو تو باوجود اس قدر مال نہ ہونے کے بھی ان کی خدمت کرے۔ اگر چہ خود کو تکلیف ہو۔

(ک) والدین کے فرمانے سے مشتبہ مال کا کھانا واجب نہیں ہوگا اس لئے کہ اس میں والدین کو کوئی معتبر اور واقعی تکلیف نہیں، ہاں اگر اولاد مرنے لگے اور سخت تکلیف ہو اور والدین اصرار کریں کہ مشتبہ مال صرف کبر اور حلال طیب مال پر ان کو قدرت نہ ہو تو ان کی فرماں برداری کے لئے بقدر حاجت کھالے۔ ہاں اگر وہ کھانے والا صاحب قلب صافی اور بزرگ ہو تو جب بھی نہ کھائے کہ ایسا مال ایسے شخص کو جتنی اور ظاہری اور باطنی اور معنوی سخت نقصان دیتا ہے۔ جیسا کہ بند کا اور دیگر حضرات کا تجربہ ہے۔ اور ایسی صورت میں والدین کی فرماں برداری واجب نہیں۔ اس لئے کہ اپنی ذات کو از خود ہلاکی میں ڈالنا ممنوع ہے۔ اور اس میں نافرمانی خالق ہے۔ اور مخلوق کی اطاعت ناراضی خالق میں روا نہیں۔ اور ایسی صورت میں تکلیف سے اگر مر جائے اور خواہ مال نہ کھائے تو بڑا ثواب ہوگا۔

(۸) باب النقول میں ہے کہ جنگ بدر میں اوصہ مسلمانوں کے لشکر خدائی گروہ

عہدہ بہ قال بعض العلماء انما انزلنا قدام من اقل ان من اقلی بذک فہو کان محققاً ۱۲

میں حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراحؓ تھے اُدھر کفار کے لشکر شیطانی گروہ میں اُن کے باپ جو مشرک تھے اپنی بیٹے کے جان سے مارنے کی تگ و دو میں لگے ہوئے تھے حضرت ابو عبیدہؓ نے جب دیکھا میرا باپ کافر ٹھیکو میرے اسلام کی وجہ سے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اُدھر اُدھر بچے پھرتے رہے۔ آخر کار موقع پا کر باپ کو مار ڈالا تو آیات ذیل نازل ہوئیں، نیز حضرت ابو بکر صدیقؓ کے باپ ابو قحافہؓ نے کفر کی حالت میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ناشائستہ کلمہ منہ سے نکالا، حضرت صدیقؓ نے فوراً منہ پر طمانچہ کھینچ مارا وہ گہر پڑے اور حضورؐ سے شکایت کی، سرور عالم نے یہ قصہ حضرت ابو بکرؓ سے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس وقت میرے پاس تلوار نہ تھی۔ ورنہ ایسے بے جا کلمے پر گہر دن اڑا دیتا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ان آیات کا شان نزول یہ دو سبب ہیں۔ اور وہ آیتیں سورہ مجاد پارہ ۲۸ میں ہیں، جن کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ تو نہ پائے گا اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور روزِ آخرت پر کہ وہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے گو وہ اُن کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے کنبے کے، یہی ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے یعنی خوب رچا دیا ہے) اور ان کی تائید کی فیضانِ غیبی سے اور ان کو داخل فرمائے گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں، ہمیشہ وہیں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ یہ خدائی شکر ہے۔

سنو جی: اللہ کا شکر وہی فلاح پانے والے ہیں۔ یہاں سے بخوبی روشن ہو گیا کہ اللہ پاک کے حق کے سامنے والدین کے حق کی کیا وقعت ہے۔ اور ثابت ہوا

۱۵ یہ بڑے زاہد صحابی ہیں ۱۲ ۱۳ پھر یہ اسلام لے آئے تھے ۱۲

کہ جہاد میں باپ کو خود قتل کرنا درست ہے۔ اور ہدایہ میں جو مسئلہ لکھا ہے کہ جہاد میں اپنے باپ کے مارنے کو دوسرے کو اشارہ کر دے خود نہ مارے، سو ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم مستحب ہے۔ کہ ادب پدری بھی ملحوظ رہے گا۔ اور مقصود بھی حاصل ہو جائے گا اور یہ بھی جب ہے کہ دوسرا شخص موجود ہو ایسے موقع پر اس کو بخوبی مار سکے۔ کفر اور فسق کا انجام ذلت ہے۔ پس ادب پدری طور پر نہیں باقی رہ سکتا۔ پس اگر والدین فاسق ہوں تو خوب اچھے طریق پر نصیحت کرے اور اگر ضرورت ہو اور جھڑک دے تاہم کچھ گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے۔ معاملہ دینی میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔ لیکن حتی المقدور خاص طور پر ادب ملحوظ رکھے۔ جہالت سے نہ پیش آئے۔ متانت اور ادب کا برتاؤ کرے۔ حد شریعت کے اندر اندر خوب سمجھ لو۔ اور حضرت امیر، شیم نے جو اپنے کانہ باپ کو باوجود کفر اور نصیحت نہ ماننے کے کوئی تکلیف نہیں دی۔ سو اس وجہ سے کہ ان کو بظاہر امید تھی کہ یہ تیری سے نصیحت قبول کریں گے اور اسی شفقت کی وجہ سے استغفار کرنے کا ان کے لئے وعدہ کیا تھا۔ مگر جب یہ امید منقطع ہو گئی اور معلوم ہوا کہ یہ دشمن خدا ہے۔ اور استغفار بوجہ کفر ان کو مفید نہ ہو گی تب ان سے بیزار ہوئے۔

(۹) احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جو خدا کا فرماں بردار نہ ہو اور والدین کافر یا بردار ہو تو بوجہ اطاعت والدین نامہ اعمال میں وہ نیک لکھا جاتا ہے۔ اور جو اس کے خلاف ہو

سہ یدل علیہ ما رواہ الزخشری عن حدیثہ انہ استاذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قتل ابیہ رہونی صف
المشکرین فقال دعہ یلیہ غیرک انتہی وقلت بالاحتجاب تطبیقا بین الاحادیث وعلی ہذا الحدیث ثابت
لکن لم اطلع علی وضعہ ولا شہوتہ فی غیر الکشاف والبیضاوی۔ واتبعت کتب الموضوعات ۱۲

سہ بھڑکنے کی ممانعت قرآن کی نص صریح میں ہے اور محققین فقہاء نے ایسی صورتیں کہ والدین کسی گناہ میں مبتلا ہوں اور

وہ بد لکھا جاتا ہے۔ یہ روایت اگر طریق معتبر سے ثابت ہو تو اس سے وہم ہو سکتا ہے کہ طاعت خالق کا درجہ اور حقوق الہیہ کا مرتبہ ہر موقع پر حقوق والدین سے کم ہے، مگر ایسا نہیں ہے۔ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو شخص طاعت والدین کرے ان امور میں کہ جہاں ان کی اطاعت جائز ہے خواہ وہ طاعت واجبہ ہو یا مستحبہ ہو تو اُسکی برکت سے حقوق الہیہ کا ادا نہ کرنا معاف ہو جاتا ہے۔ اور جبکہ والدین کے ضروری حقوق ادا نہ کرے تو دیگر اعمال متعلق حقوق الہیہ ادا کرنے سے یہ نافرمانی والدین معاف نہیں ہوتی، پس نافرمان لکھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ حقوق العباد باوجود قدرت بغیر ادا کیے یا بغیر معافی اصحاب حقوق ساقط نہیں ہوتے کہ اللہ غنی اور بندہ محتاج ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ والدین کا بغیر ضروری حکم نہ ماننے سے باوجود اطاعت حقوق الہیہ بندہ نافرمان لکھا جائے گا۔ خوب سمجھ لو۔

(۱۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی باپ نے اپنے بیٹے کی اس کوریج و ایذا دینے کی شکایت کی۔ آپ نے بیٹے سے وجہ دریافت کی اور کہا تو خدائے نہیں ڈرتا باپ کا حق بہت بڑا ہے۔ انھوں نے کہا کہ موافق حکم حدیث میرے ان پر (خاص طور پر) تین حق تھے۔ نام اچھا رکھنا۔ تعلیم کرانا۔ اپنی مشادی اچھی جگہ (شرعی طور پر) کرنا کہ لڑکے کو لوگ طعنہ نہ دیں۔ لوجہ ماں کے ذریعہ خبر ہو کر انھوں نے کوئی حق ادا نہیں کیا۔ بغیر تعلیم کسی کا حق کیسے معلوم ہو سکتا ہے جو ادا کریں، پس حضرت فاروق اعظم نے لڑکے سے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ اور فرمایا باپ سے کہ تو کہتا ہے کہ میرے بیٹا مجھے ایذا دیتا ہے بلکہ اس کے ایذا دینے سے پہلے تو اس کو ایذا دے چکا ہے، میرے سامنے سے اٹھ جا۔ یہ حدیث امام فقیہ ابو الثیث نے روایت کی ہے۔ مختصر کر کے نقل کیا ہے۔ ہر شخص کے حقوق کا لحاظ شریعت میں کیا گیا ہے اور اسی کے موافق مطالبہ ہے، امام علامہ سیوطی نے تذکرہ میں لکھا ہے

کہ حضرت سعید بن المسیب (یہ بڑے درجہ کے تابعی ہیں۔ علم میں کوئی تابعی اس درجہ کو نہیں پہنچا۔ اور بزرگ تھے اور صاحب کرامت تھے) نے اپنے باپ سے علیحدگی اختیار کی اور بالکل چھوڑ دیا (دینی وجہ سے) یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی (حضرت موصوف کی یا ان کے باپ کی) سبحان اللہ اللہ والے کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ خالق اکبر کی مخالفت ان کو گوارا نہیں گو کوئی راضی ہو یا ناراض ہو۔

(۱۱) ذکر کرنا والدین یا دیگر حضرات کی مالی خدمت و نیز دوسری غیبی ضروری خدمتوں سے افضل ہے۔ اور علمی عبادت تو بطریق اولیٰ افضل ہے۔ یہ مضمون درمیت سے ثابت ہے۔

اچھا شدہ کہ یہاں تک بخوبی ثابت ہو گیا کہ خلاف مشروع حکم والدین کا ماننا جائز نہیں۔ اور وہ مقامات بھی معلوم ہو گئے جہاں اطاعت والدین فرض، مستحب ہے۔ الغرض ہر حکم والدین کی تعمیل لازم نہیں۔ اور معتبر حدیث میں ہے کہ نزول النامس منا لہم یعنی لوگوں کو ان کے درخوں پر قائم کرو۔ دنہ کسی کو حد سے زیادہ بڑھاؤ اور نہ حد سے زیادہ گھٹاؤ خود افضل بالبشر سید الانبیاء نے اپنی حد سے زیادہ تعریف کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حالانکہ آپ کا رتبہ والدین وغیرہ سب سے زیادہ ہے) و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و صلی اللہ علی سید المرسلین و آلہ اجمعین و سلم۔

تذکرہ مفید

(۱) استاد و مرشد کا بڑا حق ہے۔ لیکن والدین سے کم ہے۔ بعض حضرات سے

لہ لفظ سعید بن المسیب ہجرا باہت مات و کان الثوری معلم من ابی یلی فمات ابن ابی یلی و لم یشهد الثوری حجازہ و قد نقلتہ لان الاستاذ اب روحی لکن لا یبلغ درجۃ الاب الحقیقی فاجہم ۲۲ لہ قد جاء فی فضل الذکر

غلطی ہوتی ہے جنہوں نے استاد و مرشد کے حق کو والدین کے حق پر ترجیح دی ہے اور والدین کے حق کو استاد و مرشد کے حق سے کم فرمایا ہے۔ اور شاید ان کی دلیل یہ ہوگی کہ والدین تربیت ظاہری و جسمانی کرتے ہیں اور یہ حضرات تعلیم باطنی اور تربیت روحانی فرماتے ہیں۔ اور روح و باطن کا فضل جسم پر ظاہر ہے، مگر یہ دلیل نہایت ضعیف قابل اعتماد نہیں کہ یہ جزئی فضل ہے کلی فضل نہیں۔ پس ایک جہت سے بزرگی ہونا دوسری جہات سے افضل ہونے کے منافی نہیں۔ اور نہ کہیں قرآن و حدیث میں اس قدر اہتمام کے ساتھ استاد و مرشد کے حقوق کا بیان ہے۔ جیسا کہ والدین کے حقوق کا اہتمام شدت سے فرمایا گیا ہے۔ استاد و مرشد میں فقط تعلیم کی وجہ سے حق قائم ہوتا ہے۔ والدین بے شمار سختیوں اور بے طمع محبت سے اولاد کی پرورش کرتے ہیں باوجود اولاد کی گستاخی اور سرکشی کے اپنی اضطرابی محبت سے اولاد پر شفقت کرنے سے اعراض نہیں فرماتے اور جان و دل ان پر قربان کرتے ہیں۔ بخلاف استاد و پیر کے کہ تھوڑی خفگی کی بھی اس قدر بیرواشت و شوار ہو۔ جیسا کہ والدین بے شمار سختیوں کا تحمل کرتے ہیں اور جزا بمقدار عمل ہو کر قتی ہے۔ پس چونکہ والدین کا عمل بہت بڑا ہے لہذا درجہ بھی بڑا ہوا۔ گو بطریق تشو و ذوندت بعض والدین میں شفقت مرشد و استاد سے کم پائی جائے اور بعض استاد و مرشد میں والدین سے زائد شفقت پائی جائے۔ پس اس کا اعتبار نہیں اس لئے کہ بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے۔ مدار حکم یہ امر نہیں ہو سکتا مدار حکم وہی ہے جو بیان ہوا۔ خوب سمجھ لو۔ اور مرشد و استاد کا حق دل و جان سے سعی کر کے ادا کرو کہ ان کے ذریعہ سے انسانیت

لہ فلا تلتفت الی ما قال فی عالمگیر یہ ناقلاً عن شرح شرعۃ الاسلام من تقدیم حقوق الاستاد علی الابوین فانہ لیس فیہ نص ولا قیاس صحیح ولا اجماع ۱۲ منہ

اور رضائے الہی نصیب ہوتی ہے۔ مگر حد کو ملحوظ رکھو۔ یہ مختصر مضمون اس موقع پر کافی ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ استاد کے حکم سے بیوی کو طلاق دینا ضرور ہے۔ یہ غلط محض ہے۔ اور ہر موقع پر تو والدین کا بھی اتنا حق نہیں جیسا کہ بیان ہو چکا۔ سوائے عظمت اور تکریم اور ضرورت کے وقت مثل خدمت دیگر حضرات ان کی خدمت کرنے کے مثل والدین ان کی اطاعت لازم نہیں۔ ہاں قیصر واجب ضرور ہے اس موقع پر جہاں والدین کی اطاعت لازم ہے خوب سمجھ لو۔ اور استاد اگر فاسق یا کافر ہو تو بھی اس کی تعظیم اور ادائے حقوق میں کمی نہ کرے ہاں دل سے بُرا سمجھے۔

(۲) بیوی کے ذمہ خاوند کی خدمت اور اس کی خواہش کو پورا کرنا لازم اور فرض ہے وہ کوئی مباح کام بھی ایسا نہیں کر سکتی جس میں خاوند کی خدمت وغیرہ میں خلل پڑے، دنیا میں بیوی پر خاوند کا جتنا حق ہے اتنا کسی کا کسی پر نہیں۔ جیسا کہ حدیث (مشکوٰۃ) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ اگر میں سجدہ کرنے کا غیر خدا سے تعالیٰ کے لئے حکم کرتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، یہاں سے کس قدر عظمت شوہر کی ثابت ہوئی کہ عبادت جو مخصوصات خداوندی میں سے ہے، اگر غیر خدا کے لئے روا ہوتی تو اس کا اہل شوہر کے سوا کوئی دوسرا نہ ہوتا۔ لیکن ہر حکم خاوند کا ماننا ضروری نہیں۔ ہاں خاوند کا وہ حکم جس کے نہ کرنے سے اسے تکلیف ہو اور اس کی خدمت کا حرج ہو یا کسی کام کے کرنے سے ایسا ہو، پس ضرور ہے کہ عورت ایسے امور میں دل شریک کہ وہ امور خلاف شرع نہ ہوں، خاوند کی تابعداری کرے۔ اور اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرے اور کی طرح اس کے حقوق میں کمی نہ کرے۔ اور یہ مضمون والدین کے حقوق کے بارہ میں تفصیلی بیان ہو چکا ہے۔ بعینہ وہی حکم یہاں ہے۔ مگر یہاں زیادہ نوگد ہے۔ سمجھانے کے چند مسائل نمونے کے طور پر لکھتا ہوں۔

(۱) خاوند اور زوجہ کا مال شرعاً جدا جدا سمجھا جاتا ہے۔ جس چیز کی خرید و فروخت اور ہر قسم کے تصرف کا حق زوجہ کو حاصل ہو گا وہ مال اس کا مملوک ہو گا اور جس مال پر اسی طرح زوج کا تصرف ہو وہ مال زوج کا ہے خلط ملط اور گڑ بٹا کرنے سے اگر مال حد نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ وغیرہ ساقط نہ ہو گی۔ پس اگر خاوند کہے کہ میرا تیرا ایک ہی معاملہ ہے تو زکوٰۃ نہ ادا کرے تو ہرگز اس کا کہنا نہ مانے کہ اس میں مخالفت خداوندی ہے اور کسی مخلوق کی اطاعت مخالفت الہی میں جائز نہیں، لوگ اس مسئلہ میں کوتاہی کرتے ہیں۔

(۲) اگر خاوند عورت کے مملوک مال جائزہ موقع میں صرف کرنے سے روکے تو عورت کو اس کے حکم کی تعمیل واجب نہیں جبکہ بغیر کسی وجہ شرعی روکے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ باہم فساد برپا کرنا اچھا نہیں۔ حتی المقدور خوب موافقت سے رہنا چاہئے۔ بعض شوہر چونکہ دیندار نہیں ہوتے اس وجہ سے ایسے موقعوں پر مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ ایسے فساد سے بچنے کے لئے جائز اور مکروہ تنزیہی امور میں اس کی اطاعت کر سکتی ہے۔ ہاں فرض و واجب و سنت متوکلہ کو اس کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتی۔

(۳) بغیر اجازت شوہر کسی بزرگ سے بیعت ہونا جائز ہے، ہاں کسی فساد کا اندیشہ ہو تو اس فساد رفع کرنے کی وجہ سے یہ جائز ہے کہ بیعت نہ ہو۔ مثلاً خاوند منع کرے کہ تو بیعت نہ ہو اور وہ بیعت ہونا چاہتی ہو تو اگر باہمت ہو تو اللہ کے بھروسہ پر بیعت ہو جائے۔ لیکن پھر کوئی رنج اس وجہ سے پیش آئے تو صبر کرے۔ ناشکری نہ کرے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پیش آتی ہیں۔ آخرت میں ایسے لوگوں کا بڑا درجہ ہے۔ اور یہی حکم ان کاموں کا ہے جو مکروہ تنزیہی ہیں اور خاوند ان کے کرنے کو کہے۔

(۴) اگر خاوند مکان پر موجود ہو تو نفل روزہ و نماز بغیر اس کی اجازت کے نہ پڑھے۔ اس لئے کہ شاید اُس کی خدمت میں اس وجہ سے کوتاہی ہو جائے۔ ہاں اُس کی اجازت سے پڑھے۔ حدیث شریفین میں مکان پر موجود ہونے کی قید آئی ہے۔ اگر باہر ہو تو بغیر اجازت مضائقہ نہیں۔ اور اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خاوند کے حقوق میں خلل انداز ہوں ان کا کرنا بغیر اس کی اجازت جائز نہیں۔ اور باقی سب کام شرع کے موافق کرنے درست ہیں۔

(۵) اگر شوہر کوئی جائز کام کسی اپنے قدرت دار یا کسی غیر کا عورت سے کر دے بغیر کسی مجبوری تو اس کا کرنا عورت کے ذمہ ضروری نہیں۔ مثلاً کسی کے لئے روٹی پکوانے یا کپڑا سلوانے یا کوئی ایسا ہی کام کرانے اگر کسی مجبوری سے کرانے تو چونکہ اُس کام نہ کرنے میں خاوند کو تکلیف ہوگی اس لئے ضرور ہے کہ کر دے۔ (فائدہ جلیلہ) اگر عورت کسی غیر محرم کا (بلا سخت مجبوری) کپڑا پکوائے تو اگر وہ شخص اچھا دیندار ہے اور کوئی فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی گناہ نہیں۔ اور اگر وہ شخص بددین ہو اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو سیدنا درست نہیں۔ بعض بدچلن لوگ سیون دیکھ کر لذت حاصل کرتے ہیں۔ بطور نمونہ یہ تھوڑا سا مضمون مبالغہ سے بچانی کے لئے لکھ دیا گیا تاکہ وہ واضح معلوم ہوں کہ جہاں عطا شوہر ضروری اور جہاں غیر ضروری ہے، ورنہ خاوند کی اطاعت شرع کے موافق جسطہ ہو بڑی عمدہ بات ہے۔ بڑا درجہ جنت میں ایسی عورت کو حاصل ہوگا، ہاں نوافل وغیرہ عبادات کا بھی خیال رکھے کہ اصلی مقصود پیدائش مخلوق کی طاعت الہی ہے۔ اور اس کا تفصیلی حال کہ جس حالت میں ذکر اللہ والدین کی غیر ضروری طاعت سے افضل ہے پیشتر بیان کر چکے ہیں وہی حکم یہاں بھی ہے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے۔ یہ عبرت کی جا ہے تا شاہیں ہی

اللہ تعالیٰ کہ تزییل مفید تمام ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ مقبول اور نافع فرمائے۔ بظنیل
جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

ضمیمہ مفیدہ از مولف در بیان حضرات مجددین متوجہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ۵

اسماء گرامی حضرات مجددین ملت

۱	حضرت امام الزاہدین سیدنا و مولانا امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیز (تالی) رضی اللہ عنہ و صحابہ
۲	حضرت سیدنا و مولانا امام ربانی صاحب مذہب محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳	حضرت ابن شریح و حضرت امام اشعری رحمہما اللہ تعالیٰ۔
۴	حضرت امام ابو بکر باقلا فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
۵	حضرت امام العلماء مقتدر الاقبا۔ تیس الزاویہ سلطان العباد مولانا محمد بن محمد ابو حامد غزالی قدس سرہ
۶	حضرت امام رافعی و امام تمکلین فخر الدین رازی رحمہما اللہ تعالیٰ۔
۷	حضرت امام المحدثین زبدۃ الکاملین شیخ تقی الدین ابن دینق العید رحمۃ اللہ علیہ۔
۸	حضرت حافظ حدیث زین الدین عراقی و حضرت بکری بلخی رحمہما اللہ تعالیٰ۔
۹	امام المحدثین مقدم المتصوفین شیخ المشائخ صاحب کشف و کرامات مولانا جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ و ارضاء
۱۰	حضرت مولانا محدث علی قاری رحمہ اللہ الباری۔
۱۱	حضرت قطب ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ۔
۱۲	حضرت امام المسلمین قدوۃ الکاملین زبدۃ المحققین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ
۱۳	حضرت قدوۃ العارفين خلاصۃ خاندان مصطفوی سیدنا و مولانا سید احمد رضا راجہ بریلوی قدس سرہ
۱۴	حضرت علامہ زمان قطب دوران سیدی و محبوبی و مرشدی حافظ قاری مولوی حاجی
۱۵	اجتہاد النجباء شاہ اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ رب القوی۔

و اعلم ان ہذہ الامم لا تتجاوز عن الخیابۃ بعد الالف کما جاز فی الخلد و صفحہ الامم علی
و لعلہ علی و سلطان الشیامین

یہ کتاب اور اور ہر قسم کی مذہبی کتاب اور اشرف العلونانک واڑہ۔ کراچی
کتب ملنے کے پتے ہیں۔ ادارہ اسلامیات ۱۹ نئی انارکلی لاہور

ماخذہ قرۃ ایون فی شرح سرور المحدثین شیخ اصحاب العلوم ۱۲ منہ لہ مجدد اسکوکیتے ہیں جو اصلاح کروا کر ایونکی جو دین میں ایونکی ہوں خواہ علم و خواہ مال کی یاد دہی میں ہر صدی میں ایک

بہ قول شیخ ۱۳ منہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله والمنته کہ رسالہ ہذا تالیف مجدد وقت و حکیم امت حضرت مولانا
شاہ محمد اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اغلاط العوام فی اسباب الاحکام

جو

مع اضافات قدیمہ و جدیدہ

جمادی الثانیہ ۱۳۶۸ھ میں بانتظام احقر نور احمد اکیابی

ادارہ اشرف العلوم

نانک واڑہ کراچی سے شائع ہوا

چار آنہ

قیمت —

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اعطاء العوام فی باب الاحکام

بعد الحمد والصلوة مقصود بالاظہار یہ امر ہے کہ باوجود اس کے کہ اس وقت
بفضلہ تعالیٰ علم دین کا سامان یعنی کتب مطبوعہ کی دستیابی اور ازانی پھر ان کا اردو میں ترجمہ
ہو جانا، اور علماء حقانی کا جا بجا وجود اور ان کا ضروریات دین پر وعظ کہنا اور بعض حضرات کا
حسب ضرورت از خود یا بلائے پھر جانا بھی یہ سب جس کثرت سے ہے ظاہر ہے اور محفل
شکر ہے۔ مگر باوجود اس کے پھر بھی اکثر عوام بلکہ بعض خواص کا عوام میں بھی بعض ایسے
غلط مسئلے مشہور ہیں جن کی کوئی اصل شرعی نہیں اور وہ ان کا ایسا یقین کئے ہوئے ہیں کہ
ان کو ان میں شبہ بھی نہیں پڑتا تا کہ علماء سے تحقیق ہی کریں۔ اور اکثر علماء کو بھی ان
غلطیوں میں عوام کے مبتلا ہونے کی اطلاع نہیں، تاکہ وہی وقتاً فوقتاً ان کا ازالہ کرتے
رہیں۔ جب نہ عوام کی طرف سے تحقیق ہو اور نہ علماء کی جانب سے تنبیہ ہو تو ان غلطیوں
کی اصلاح کی کوئی صورت ہی نہ رہی۔ اس لئے مدت سے خیال تھا جو بفضلہ تعالیٰ
اب ظہور میں آیا کہ ایسی غلطیوں پر جہاں تک اطلاع ہو ان کو ضبط کر دیا جائے۔
جس طرح علماء نے احادیث میں موضوعات کو مدون کیا ہے۔ یہ رسالہ فتہیات کا
موضوعات پر اور گویہ مسائل مختلف ابواب کے ہیں مگر ترتیب وار لکھنا دشواری ہی
تعالیٰ نہ تھا اس لئے مختلف طور پر لکھ دیا ہے۔ بعد ضبط ہو جانے کے اگر کوئی صاحب
نظر ثانی کر کے اس کا مرتب کرنا چاہیں اس وقت سہل ہوگا۔ ان امرید الاصلاح
ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ط
مسئلہ :- مشہور ہے کہ اذان نماز کے لئے مسجد میں بائیں طرف ہو اور اقامت یعنی

تکبیر و اہنی طرف شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ**۔ مشہور ہے کہ غسلہ کی تجارت ناجائز ہے، مگر یہ امر بالکل غلط ہے۔ البتہ جب قحط کی ایسی حالت ہو کہ غلہ قیمت سے بھی دستیاب نہیں ہوتا ہو اور اب اس کے نہ بیچنے سے خلاق کو تکلیف ہونے لگے، ایسی حالت میں غلہ روکنا حرام ہے۔ **مسئلہ**۔ مشہور ہے کہ اگر مقتدی عمامہ باندھے ہو اور امام صرف ٹوپی پہنے ہو تو نماز مکروہ ہے، یہ محض بے اصل بات ہے۔ البتہ جو شخص خالی ٹوپی سے بازار اور مجمع احباب میں جاتا ہو یا منقبض ہو اس کو بدون عمامہ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ خواہ امام ہو یا مقتدی۔ **مسئلہ**۔ عوام میں مشہور ہے کہ بے وضو درود شریف پڑھنا درست نہیں سو یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ قرآن بھی پڑھنا بلا وضو درست ہے۔ البتہ قرآن شریف کو ماتھے لگانا بلا وضو درست نہیں۔ **مسئلہ**۔ عوام میں مشہور ہے کہ زویہ نے بہت دنوں تک یاعزیز کا وظیفہ پڑھا ہے سو اس کی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ**۔ مشہور ہے کہ خاوند بیوی کے جنازے کا پایہ بھی نہ پکڑے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ جنسی لوگوں سے وہ زیادہ مستحق ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض جگہ عوام کا یہ خیال ہے کہ بلا گواہ بھی محض مرد و زن کی رضامندی سے نکاح ہو جانے کو درست سمجھتے ہیں اور اس کا نام تن بخشی رکھا ہے۔ سو یہ گمان باطل محض ہے۔ اس طرح ہرگز نکاح نہیں ہوتا بلکہ وہ زنا ہو گا۔ **مسئلہ**۔ مشہور ہے کہ کسی کا ستر کھلا ہو یا نظر پڑنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہو غلط ہے۔ **مسئلہ**۔ مشہور ہے کہ چار پائی پر نماز پڑھنے سے بند رہ جاتا ہے سو یہ محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ**۔ مشہور ہے کہ جسکی سنتیں صبح کی رہ جائیں اس کے درست ہونے کی یہ شرط ہے کہ سوچ نکلنے تک اسی جگہ بیٹھا رہے۔ سو یہ بھی غلط ہے۔ بلکہ یہ جائز ہے کہ کسی کام میں بگائے اور بعد آفتاب نکلنے کے ان کو پڑھ لے۔ **مسئلہ**۔ مشہور ہے کہ عصر

اور مغرب کے درمیان میں کھانا پینا بُرا ہے۔ اور اس کی تصنیف کی ہے کہ مرتے وقت یہی وقت نظر آتا ہے۔ اور شیطان پیشاب کا پیالہ پینے کے لئے لاتا ہے، سو اگر کھانا پینے کی عادت نہ ہوگی تو انکار کر دے گا۔ شرع میں اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۱۔ مشہور ہے کہ چاند اور سورج کے گھرنے کے وقت کھانا پینا منع ہے تو اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ البتہ وہ وقت توجہ الی اللہ کا ہے، اس وجہ سے کھانے پینے کا شغل ترک کر دینا اور بات ہے۔ رہا یہ کہ دنیا کے تمام کاروبار بلکہ گناہ تک تو کرتا رہے اور صرف کھانا پینا چھوڑ دے، یہ شریعت کو بدل ڈالتا اور بدعت ہے۔

مسئلہ ۱۲۔ مشہور ہے کہ میت اگر گھر میں یا محلہ میں ہو اس کو لے جانے تک کھانا پینا گناہ ہے۔ یہ بات بھی محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۱۳**۔ بعض عورتیں نماز پڑھ کر جانناز کا گوشہ یہ سمجھ کر اٹل دینا ضروری سمجھتی ہیں کہ شیطان اس پر نماز پڑھے گا۔ سو ان میں کسی بات کی بھی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۴**۔ مشہور ہے کہ دعوت میں سے بھوکا اٹھنا منع ہے سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۵**۔ اکثر عوام کا معمول ہے کہ مریض جب جماعت میں شریک ہوتا ہے تو تمام صف کے کنارہ پر اور بائیں طرف بیٹھتا ہے۔ گو یاد درمیان میں کھڑے ہونے کو بُرا سمجھتے ہیں سو یہ امر محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۱۶**۔ مشہور ہے کہ ایک روزہ رکھنا اچھا نہیں۔ اس مشہور کی بھی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۷**۔ بعض کا خیال ہے کہ تہجد کے بعد سونا نہ چاہئے ورنہ تہجد جاتا رہتا ہے، سو اس کی کچھ اصل نہیں۔ اور بہت آدمی اسی وجہ سے تہجد سے محروم ہیں کہ صبح تک جاگنا مشکل ہے اور سونے کو ممنوع سمجھتے ہیں۔ سو جان لینا چاہئے کہ سور ہنا بعد تہجد کے درست ہے۔ **مسئلہ ۱۸**۔ مشہور ہے کہ جو شخص نیا مسلمان ہو اس کو کُھیل دینا چاہئے۔ ورنہ وہ پاک نہیں ہوتا سو یہ بات محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۱۹**۔ مشہور ہے کہ پیر کو مریدنی سے نکاح

درست نہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ ہمارے پیغمبر اللہ علیہ وسلم اپنی سب بیبیوں کے
پیر تھے۔ **مسئلہ ۲۱**۔ مشہور ہے کہ ذبح کرنے والے کی بخشش نہ ہوگی سو یہ
محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۲**۔ مشہور ہے کہ ہاتھ میں بید رکھنا درست نہیں،
بیزید نے ہاتھ میں رکھا تھا۔ یہ بھی محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۳**۔ مشہور ہے کہ
جھاؤ کی لکڑی کا استعمال درست نہیں۔ سو یہ بھی محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۴**۔ مشہور
ہے کہ میاں بیوی ایک پیر کے فرید نہ ہوں ورنہ دودھ شریک بہن ہو جائیگی
یہ بھی غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۵**۔ مشہور ہے کہ میاں بی بی ایک برتن میں دودھ نہ رکھے
ورنہ دودھ شریک بہن بھائی ہو جائیں گے یہ بھی غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۶**۔ مشہور
ہے کہ حرام مال مطلقاً مول لینے سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح
بدل لینے سے حلال ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے کوئی چیز چرائی یا پھل آنے سے پہلے
خریدا پھر وہ چیز یا پھل بازار میں فروخت ہونے کے لئے آیا تو بعض آدمی
یوں سمجھتے ہیں کہ جب ہم نے دام دے کر مول لیا تو وہ ہمارے لئے درست ہے
اسی طرح اگر کسی نے رشوت لی۔ پھر کسی سے وہ روپیہ بدل لیا تو یوں سمجھتے ہیں کہ
وہ بدلے کا روپیہ درست ہو گیا۔ سو یہ دونوں باتیں محض غلط ہیں۔ وہ مسئلہ اور ہر
جس کو لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے۔ **مسئلہ ۲۷**۔ مشہور ہے کہ دوپہر کے وقت
قرآن پڑھنا ممنوع ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ نماز پڑھنا اس وقت ممنوع
ہے۔ **مسئلہ ۲۸**۔ مشہور ہے کہ زچہ جب تک غسل نہ کرے اس کے ہاتھ کی
کوئی چیز کھانا درست نہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ حیض و نفاس میں ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے
مسئلہ ۲۹۔ مشہور ہے کہ ڈھیکلی کا ہانی پینا درست نہیں۔ یہ بھی محض غلط ہے۔
مسئلہ ۳۰۔ مشہور ہے کہ سور کے دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کی
کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ ۳۱**۔ بعضے کہتے ہیں کہ جس چاقو سے جانور ذبح کیا جائے

اس سے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس چاقو میں تین کیلیں ہوں، یہ بھی محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۳۲**۔ بعض عوام میں مشہور ہے کہ اولاد کے ہوتے ہوئے اگر اپنی جائداد کا جزو یا کُل کسی کو ہبہ کرنا چاہے تو اس کے نافذ ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ جائداد اس وراثت کی مکسوب ہو۔ اگر جہمی ہو تو جائز نہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ مکسوب و سورت کا شریعاً ایک ہی حکم ہے۔ **مسئلہ ۳۳**۔ مشہور ہے کہ بیٹے اولاد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بھی محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۳۴**۔ مشہور ہے کہ رات کے وقت درخت نہ ہلائے کہ وہ بے چیں ہوتا ہے، یہ بھی محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۳۵**۔ مشہور ہے کہ اندھیکے میں نماز پڑھنا ناجائز ہے، سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ اتنی انگلی ضرور ہے کہ رخ سے بڑھ نہ ہو۔ **مسئلہ ۳۶**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ جو اکوئیراکنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ محض غلط ہے۔ البتہ جو اکوئیرا کہنا جائز نہیں۔ **مسئلہ ۳۷**۔ کہتے ہیں کہ دودھ چاول یا دودھ کھا کر شکر نہ کرے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۳۸**۔ عورتیں کہتی ہیں کہ اگر کئی عورتیں ایک جگہ کھڑی ہو کر نماز پڑھیں تو آگے پیچھے کھڑا ہونا درست نہیں۔ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۳۹**۔ مشہور ہے کہ ولد الزنا کا زبیحہ درست نہیں یہ بھی غلط ہے۔ **مسئلہ ۴۰**۔ بعض کہتے ہیں کہ فلاں جانور کے بولنے سے موت پھیلتی ہے۔ سو یہ محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۴۱**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ بقیع عید کے روز قسربانی کرنے تک روزہ سے رہے۔ یہ محض بے اصل ہے۔ البتہ اپنی قسربانی سے اول کھانا مستحب ہے۔ لیکن وہ روزہ نہیں ہے۔ نہ تو کھانا فرض ہے، نہ اس میں روزہ کا ثواب ہے۔ نہ روزہ کی نیت ہے۔ **مسئلہ ۴۲**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ چلہ کے اندر زچہ خانہ میں خاوند کو نہ جانا چاہئے سو اس کی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۴۳**۔ مشہور ہے کہ بیچ اس طرح سیدھی ہے اور اس طرح

الٹی۔ اور اس طرح پڑھے اور اس طرح نہ پڑھے شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ ۲۳۸**۔ مشہور ہے کہ استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا چاہئے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۳۹**۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سجدہ تلاوت کر کے دونوں طرف سلام بھی پھیر دیکر یہ بھی محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۴۰**۔ بعض کہتے ہیں کہ جس وضو سے جنازہ کی نماز پڑھی ہو اس سے پنجگانہ نمازوں میں سے کوئی نماز نہ پڑھے۔ سو یہ بھی محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۴۱**۔ بعض میں مشہور ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ نہ رکھے۔ کیونکہ یزید کی ماں نے روزہ رکھا تھا۔ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۴۲**۔ بعض عورتوں میں مشہور ہے کہ کوا وغیرہ گھڑے میں چونچ ڈال دے تو اس میں اتنا پانی بھرے کہ باہر کو نکل جائے اس سے پاک ہو جاتا ہے۔ سو اس کی کچھ اصل نہیں۔ جس جانور کا جھوٹا مکروہ یا ناپاک ہے، پانی تر جانے سے بھی وہ ایسا ہی رہے گا۔ اور اگر پاک ہے تو اس کی حاجت نہیں۔ **مسئلہ ۲۴۳**۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ احرام کی دو پاٹ کی چادر جس کے درمیان میں سلائی ہو درست نہیں۔ مگر یہ محض بے اصل ہے۔ مرد کو ممنوع وہ سلائی ہے جس سے کپڑے کو بدن کی ہیئت پر بنایا جاتا ہے۔ جیسے کمرہ یا جامہ وغیرہ، **مسئلہ ۲۴۴**۔ بعض لوگ بدھیا جانور کی قسربانی درست نہیں سمجھتے۔ سو یہ محض غلط بات ہے بلکہ بدھیا کی تو اور زیادہ افضل ہے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بدھیا ذنبہ کی قسربانی فرمائی ہے۔ **مسئلہ ۲۴۵**۔ عوام میں مشہور ہے کہ اگر شوہر کے مرنے پر اس کا جنازہ گھر سے نکلنے سے پہلے اس کی عورت گھر سے دوسرے گھر چلی جائے تو جائز ہے۔ اور بعد جنازہ نکلنے کے جائز نہیں۔ گویا ان عوام کے خیال میں عدت و فوات کے وقت سے شروع نہیں ہوتی، بلکہ جنازہ لے جانے کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۵۱ :- عوام میں مشہور ہے کہ نماز عشاء سے پہلے سو رہنے سے عشاء کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر پھر پڑھے تو قضا کی نیت کرے۔ سو یہ بالکل غلط ہے۔ البتہ بلا عذر سو نا درست نہیں۔ اور نصف شب کے بعد وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ **مسئلہ ۵۲** :- عوام کہتے ہیں کہ میت کے غسل کے پانی پر پاؤں رکھنا درست نہیں اور اسی لحاظ سے غسل دینے کے لئے ایک لحد کھودتے ہیں کہ سب پانی اسی میں رہے۔ سو یہ بالکل غلط ہے۔ **مسئلہ ۵۳** :- عوام کہتے ہیں کہ جو عورت حالت حیض میں اور زچہ مر جائے اس کو دوبارہ غسل دینا چاہئے۔ یہ محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۵۴** :- مشہور ہے کہ سونے میں قطب شمالی کی طرف پاؤں نہ کرے، سو اس کی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۵۵** :- بعض عوام کہتے ہیں کہ پانی میں ناخن ڈوب جائے تو اس کا استعمال کرنا مکروہ ہے سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ اگر ناخن میں میل مجتمع ہو تو ایسا کرنا لطافت کے خلاف ہے۔ **مسئلہ ۵۶** :- عام دستور ہے کہ کوئی کافر عورت مسلمان ہو تو مسلمان کرتے ہی اس کا نکاح کسی مسلمان سے کر دیتے ہیں۔ سو یہ بڑی غلطی ہے۔ اگر کافروں کی عملداری میں کوئی کافر عورت مسلمان ہو جائے تو تین حیض گزرنے سے تو اس پر طلاق پڑے گی۔ اس کے بعد پھر تین حیض عدت۔ چھ حیض کے بعد نکاح درست ہوگا۔ **مسئلہ ۵۷** :- عوام میں مشہور ہے کہ فریڈنی کو پیر سے پردہ نہیں سو یہ محض غلط ہے۔ جیسے اور مرد ہیں ایسا ہی پیر ہے۔ **مسئلہ ۵۸** :- عورتوں میں مشہور ہے کہ عورتیں مردوں سے پہلے نماز پڑھیں۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۵۹** :- بعضی عورتیں سمجھتی ہیں کہ باہر پھرنے سے وضو ٹوٹ

عہ اگرچہ سویا بھی نہ ہو۔ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰

جاتا ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ بے ضرورت باہر نکلتا برا ہے۔ **مسئلہ ۶۱**
 بعضی عورتیں سمجھتی ہیں کہ تلاوت کے دو سجدے ہونے چاہئیں۔ یعنی ایک آیت
 بڑے تو دو سجدے واجب ہوتے ہیں۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۲**۔ بعضی
 عورتیں سمجھتی ہیں کہ جس عورت کے ہاتھ میں چوڑی نہ ہو یا کم از کم ایک بھی ناخن
 میں ہندی نہ ہو اس کے ہاتھ کا پانی مکروہ ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۳**
 بعضے عوام سمجھتی ہیں کہ نیا جو تہ اور نیا کپڑا پہننے سے اس کے ذمہ حساب ہو جاتا ہے۔
 لیکن رجب سے رمضان کے آخری جمعہ تک یا آخری جمعہ کو پہننے سے وہ بجا حساب
 ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے سب نئے کپڑے اس مدت میں پہن لے۔ بعضے کئی
 کئی جوڑے ایک دم پہن لیتے ہیں سو یہ سب غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۴**۔ بعضی
 عورتیں سمجھتی ہیں کہ عورت کے بائیں ہاتھ میں کوئی نشانی عورت ہونے کی جیسی چوڑی
 چھلا ہونا ضروری ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۵**۔ عوام میں بہت مشہور
 ہے کہ نماز میں داہنا انگوٹھا سرک جانے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ سو یہ محض
 غلط ہے۔ البتہ بلا ضرورت اٹھانا عجیب ہے۔ **مسئلہ ۶۶**۔ بعض عورتیں
 صرف عدت میں نا محرم سے سرد ڈھانکنے کو لازم سمجھتی ہیں اور ویسے نہیں، سو یہ
 محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۷**۔ بعض عوام عورتوں کے ذبحہ کو درست نہیں سمجھتی۔
 سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۸**۔ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ اگر بلی نقصان
 بھی کہے تو بس عرف موسل میں گالاروتی کا باندھ کر مارنا درست ہے۔ پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح مارا تھا۔ سو یہ مسئلہ اور حدیث دونوں غلط ہیں۔
مسئلہ ۶۹۔ بہت مشہور ہے کہ جھوٹا پانی کھڑے ہو کر پینا ثواب سمجھتی ہیں۔ سو اسکی
 کوئی اصل نہ نظر سے گذری اور نہ کسی محقق سے سنی۔ **مسئلہ ۷۰**۔ مشہور ہے کہ
 گالی دینے سے چالیس روز تک ایمان سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر اس مدت میں

مر جائے تو بے ایمان مرتا ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ ہاں گالی دینے کا گناہ الگ بات ہے۔ **مسئلہ ۱۱**۔ مشہور ہے کہ کسی چیز کے خریدنے کے بعد بائع سے کچھ زائد مانگنا گناہ ہے۔ جس کو روزنگا کہتے ہیں۔ سو یہ غلط بات ہے۔ البتہ بائع کو تنگ کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر خوشی سے دیدے تو کچھ حرج نہیں۔ **مسئلہ ۱۲**۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ عمامہ باندھنے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں اور بعض بیٹھے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۳**۔ عوام میں مشہور ہے کہ جو شخص شش عید کے روزے رکھنا چاہے اس کو چاہئے کہ ایک روزہ ضرور عید سے اگلے ہی دن رکھ لے ورنہ پھر وہ روزے نہ ہوں گے۔ سو یہ بالکل بے اصل بات ہے۔ **مسئلہ ۱۴**۔ عوام میں مشہور ہے کہ چراغ کا تیل ناپاک ہوتا ہے۔ مگر یہ محض بے اصل ہے۔ عجیب ہے کہ کسی نے اس سے احتیاط رکھنے کو اس بنا پر کہا ہو کہ لوگ چراغ کو جگہ بے جگہ رکھ دیتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے کہ اس میں سے کتا وغیرہ چاٹ جاتا ہے۔ اس لئے اس تیل سے احتیاط کا مشورہ کسی نے دیا ہوگا۔ عوام نے اس کو یقینی ناپاک ہی قرار دے دیا۔ اور اس کی وجہ بھی بعض عوام سے سُنی گئی ہے کہ وہ جلتا ہے اس لئے ناپاک ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلنے کو ناپاک ہونے میں کوئی دخل نہیں۔ غرض دعویٰ اور دلیل دونوں مہل ہیں۔ **مسئلہ ۱۵**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ سنت کے بعد نہ بولے۔ اگرچہ گھوڑے کی ٹاپ میں دُگیا ہو اس کی کچھ اصل نہیں۔ بلکہ اس پر عمل کرنے میں علاوہ فساد عقائد کے بعض اوقات کوئی واجب شرعی بھی ترک ہو جائے گا۔ مثلاً کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا یا کسی امر میں اعانت چاہی۔ **مسئلہ ۱۶**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر گوشت میں ہڈی نہ ہو تو وہ گوشت مکروہ ہو جاتا ہے۔ یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۸۰۔ عوام میں مشہور ہے کہ ذابح کے معین پر بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۸۱**۔ حقہ کے پانی کو بھی عوام ناپاک سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس سے بچنا لطافت کے لئے ضرور ہے، لیکن اس سے نجس ہونا لازم نہیں آتا۔ **مسئلہ ۸۲**۔ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں، باپ، نانا، نانی، دادا، دادی، کو کھانا درست نہیں۔ سو اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس کا حکم قرآنی کا سا ہے۔ **مسئلہ ۸۳**۔ بعض لوگ اذان کے سامنے سے یادگار کے سامنے سے نکلنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ اسکی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ ۸۴**۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ نفل روزہ کی سحری نہیں۔ سو یہ غلط ہے اس میں فرض اور نفل روزے سب برابر ہیں۔ **مسئلہ ۸۵**۔ غسل خانہ و پاخانے میں بات کرنے کو عوام ناجائز سمجھتے ہیں۔ سو اس کی کچھ اصل نہیں۔ البتہ بلا ضرورت باتیں نہ کرے۔ **مسئلہ ۸۶**۔ عوام عورتیں زچہ خانہ میں چالیس روز تک نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتیں۔ اگرچہ پہلے ہی پاک ہو جائیں۔ سو یہ بالکل دین کے خلاف ہے۔ چالیس دن نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔ باقی اقل مدت کی کوئی حد نہیں۔ جس وقت پاک ہو جائے فوراً نماز شروع کرے ماسی طرح اگر چالیس دن میں بھی خون موقوف نہ ہو تو چالیس دن کے بعد پھر اپنے آپ کو پاک سمجھ کر نماز شروع کرے۔ **مسئلہ ۸۷**۔ بعض عوام سے سنا گیا ہے کہ نفل روزہ بعد نماز مغرب کے افطار کرے۔ سو اس کی کچھ بھی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۸۸**۔ بیوی اگر شوہر کو باپ کہدے تو عوام سمجھتے ہیں کہ نکاح میں خلل آجاتا ہے۔ سو یہ محض بے اصل بات ہے۔ بلکہ اگر شوہر بھی بیوی کو ماں یا بیٹی کہدے تو تب بھی نکاح میں فرق نہیں آتا۔ البتہ یہودہ بات ہے۔ ماں اگر یوں کہدے کہ تو مجھ پر مثل ماں یا بیٹی کے

ہے تو اس میں بعض صوتوں میں عورت حرام ہو جاتی ہے۔ جس کی تفصیل ضرورت کے وقت علماء سے معلوم ہو سکتی ہے۔ **مسئلہ ۸۷**۔ بعض عوام کا خیال ہے کہ اگر کسی کو زکوٰۃ کی رشم دی جائے اور کہا نہ جائے کہ یہ زکوٰۃ ہے تو شاید زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ سو یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بدون کہے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ مگر دل میں ارادہ کرنا ضروری ہے۔ **مسئلہ ۸۸**۔ بعض عوام کا خیال ہے کہ جو زیور چاندی سونے کا ہر روز پہنا جاتا ہے، اس میں زکوٰۃ نہیں۔ سو جان لینا چاہئے کہ رکھا ہوا زیور اور استعمال میں آنے والا زیور سب برابر ہیں۔ سب میں زکوٰۃ ہے۔ **مسئلہ ۸۹**۔ بعض عوام کو اس میں شبہ رہتا ہے کہ حالت حیض میں نکاح شاید درست نہیں ہوتا۔ سو یہ شبہ بے اصل ہے۔ اس حالت میں بھی نکاح درست ہے۔ البتہ ناف سے زانو تک اس حالت میں دیکھنا، ہاتھ وغیرہ لگانا درست نہیں۔ **مسئلہ ۹۰**۔ بعض زمیندار سمجھتے ہیں کہ خود روگھاس محض روک لینے سے ملک ہو جاتی ہے۔ اور اس کا فروخت کرنا درست ہے۔ یہ دونوں باتیں محض غلط ہیں۔ **مسئلہ ۹۱**۔ یہ بھی بعض زمینداروں کو کہتے سنا ہے کہ پھل آنے سے پہلے بہار کا بیچنا ویسے تو درست نہیں۔ لیکن اگر بیج کے ساتھ کچھ زمین کا ٹھیکہ یعنی اجارہ بھی شامل ہو تو درست ہے۔ سو بالکل یہ بات غلط ہے۔ اس اجارہ سے وہ بیج درست نہیں ہو جاتی۔ **مسئلہ ۹۲**۔ عام زمینداروں کا یہ خیال ہے کہ اگر رہن میں رہن زمین مرہونہ کے منافع کو حلال کر دے تو وہ حلال ہو جاتا ہے۔ سو یہ بالکل صحیح نہیں۔ بلکہ جب رہن میں انتفاع مشروع و طیباً معروف ہوگا، حرام ہوگا۔ **مسئلہ ۹۳**۔ عوام الناس ممانی پوچی اور سوتیلی سائیس سے نکاح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ سو یہ عقائد

باطل ہے۔ اور یوں کوئی لحاظ کی وجہ سے ان رشتوں سے نکاح نہ کرے وہ اور ہاں
مسئلہ ۹۳۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ غصہ میں یاد ہمکانے کی نیت سے اگر طلاق
 دیدے تو طلاق نہیں پڑتی۔ سو یہ بالکل غلط ہے۔ **مسئلہ ۹۴**۔ بعض کو دیکھا ہے
 ریل میں سوار ہو کر بلا عذر بھی نماز بیٹھ کر یا بے رُخ پڑھ لینے کو جائز سمجھتے ہیں،
 سو ریل میں کوئی حکم نہیں بدلتا۔ اور جاننا چاہتے کہ تھوڑی سی دشواری بھی نہیں
 معمولی وقتیں تو گھر میں بھی پیش آجاتی ہیں۔ اسی طرح نماز میں بیسیاں پہلی میں بیٹھ کر
 نماز پڑھ لیتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں پہلی کے ٹھیرانے میں خطرہ نہ ہو وہاں
 زمین پر اتر کر نماز پڑھنی چاہئے۔ پردہ برقعہ کا کافی ہے۔ **مسئلہ ۹۵**۔ بٹھو
 کپڑے یا تکیہ پر بیٹھ کر لیتے ہیں۔ اگرچہ اس پر زیادہ غبار نہ ہو تو یہ بالکل درست نہیں۔
مسئلہ ۹۶۔ عوام متکبرین میں مشہور ہے کہ جس امام کے گھر میں
 پردہ نہ ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔ سو سمجھ لیا جائے کہ معترضین کی بیسیاں
 اگر ایک نامحرم کے روبرو بھی آتی ہوں تو ان کو بھی بے پردہ کہا جائے گا۔ اور امام
 و مقتدی سب یکساں ہوں گے۔ **مسئلہ ۹۷**۔ عوام میں بعضے اعمال چور کے
 معلوم کرنے کے جائز اور حجت سمجھے جاتے ہیں۔ سو سمجھ لینا چاہئے کہ نہ تو جائز ہیں۔
 نہ شرعاً حجت ہیں۔ اور جس فن کا وہ عمل ہے اس کے اصول سے وہ عمل
 قابل اعتبار نہیں۔ وہ بالکل خیال کے تابع ہے۔ حتیٰ کہ اگر دو عامل مختلف
 دو شخصوں پر گمان چوری کار کھتے ہوں تو ہر عامل کے عمل کے الگ الگ نام
 نکل آئے گا، بلکہ اگر ان عاملوں کو فرضی نام بھی بتلا دیے جائیں تو اس عمل سے
 وہی نکل آئیں گے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عمل کوئی چیز نہیں۔
مسئلہ ۹۸۔ یہ عادت بہت شائع ہے کہ اگر نعوذ باللہ قرآن مجید کی
 بے ادبی ہو جائے تو اس کے برابر تاج تول کر تصدق کرتے ہیں۔ اس میں

اصل مقصود تو بہت مستحسن و قرین مصلحت ہے کہ بطور کفارہ اور جرمانہ کے کچھ صدقہ دیا جاتا ہے۔ اس میں نفس کا بھی انتظام ہے کہ آئندہ احتیاط رکھے لیکن دو امر اس میں بے اصل اور قابل اصلاح ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن مجید کو ترازو میں اناج برابر کرنے کے لئے رکھتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس کو واجب شرعی سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا کریں کہ محض مصلحت مذکورہ کی بنا پر تخمینہ سے کچھ غلہ دیدیں، تو مضائقہ نہیں۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام گدھے اور گھوڑے کی جفتی کو بُرا سمجھتے ہیں۔ سو اس کی بھی کچھ اصل نہیں۔ البتہ اس کی اُجرت لینا جائز نہیں۔

مسئلہ۔ بعض عوام سے سُنا گیا ہے کہ قسم کھاتے وقت پائیں ہاتھ کا انگوٹھا موڑ لیا جائے تو قسم نہیں ہوتی۔ سو یہ محض لغو بات ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام ایسے مرض میں نماز چھوڑ دیتے ہیں، جس میں بدن اور کپڑا پاک رہنا مشکل ہے اور سمجھتے ہیں کہ اس حالت میں نماز جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ سو یہ خیال محض غلط ہے۔ علماء سے مسائل پوچھ کر نماز پڑھنا ضرور ہے۔ ایسی حالت میں بھی نماز درست ہو جاتی ہے، جب دھونے سے سخت تکلیف ہو یا مرض بڑھنے کا ڈر ہو اور کپڑے بدلنے کے لئے زیادہ نہ ہوں، تو اسی طرح نماز درست ہو جاتی ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ حق شفعہ رشتہ دار جدی کے ساتھ خاص ہے۔ سو یہ محض لغو بات ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ مسجد کا چراغ خود گل نہ کرے۔ سو یہ لغو بات ہے بلکہ جب حاجت نہ ہے گل کر دینا چاہئے۔ ورنہ اسراف بھی ہے۔ اور تنہائی میں چراغ جلتا چھوڑنا منع بھی ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام کو اس کا بھی پابند دیکھا ہے کہ جب جمعہ کے لئے آتے ہیں اول مسجد میں تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر سنتیں پڑھتے ہیں گو نزدیک ہی سے آئے ہوں۔ اور گوسانس درست کرنے کی

بھی ضرورت نہ ہو۔ سو اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور سانس کی درستی تھوڑی دیر
گھڑے رہنے سے بھی ممکن ہے یہ کیا ضروری ہو کہ بیٹھ ہی جائیں۔ **مسئلہ ۱۰۵**

بعض عوام محرم میں قبروں پر تازہ مٹی ڈالنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ سو اس کی
بھی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۰۶**۔ بعض عوام میں اس کا بہت اہتمام ہے

کہ مردے کو گھر کے برتنوں سے غسل نہ دینا چاہئے، بلکہ کورے منگا کر غسل
دیوں۔ اور پھر ان برتنوں کو گھر میں نہ استعمال کریں۔ بلکہ مسجد میں بھیج دیں،
یا پھوڑ دیں۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۱۰۷**۔ بعض کہتے ہیں کہ

عورتوں کو استرہ سے ناپاکی کے بال لینا ممنوع ہے۔ سو یہ غلط بات ہے۔ خواہ
طباً مناسب نہ ہو، مگر شرعاً گناہ نہیں۔ **مسئلہ ۱۰۸**۔ بعض لوگ رات کو

جھاڑو دینے کو یا منہ سے چراغ گل کرنے کو یا دروس کے کنگھا کرنے کو اگر حرام
یہ اجازت ہو تو سمجھتے ہیں۔ اس کی بھی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۰۹**۔ بعض عوام

سمجھتے ہیں کہ اگر ذبح کی اعانت کرنے والا مثلاً جانور کو پکڑنے والا کافر ہو تو
ذبیحہ حلال نہیں۔ یہ سمجھنا بالکل غلط ہے۔ یہ غلطیاں عوام کی تھیں، جو تقسیم

تو کے شمار میں درج کی گئیں۔ اور بھی غلطیاں اس قسم کی رائج ہیں، مگر نمونہ
کے لئے فی الحال اس قدر نکھدیں۔ چونکہ ایسے مضامین کہیں مدون نہیں اسلئے

بہت تتبع سے لکھا جاتا ہے۔ زیادہ تتبع میں اور دیر لگے گی۔ اس لئے اس میں
بھی کئی سال کی مدت گزر گئی۔ اور اب اس کا جلدی شائع ہونا مناسب تھا

اس لئے فی الحال اسی پر اکتفا کیا گیا۔ اب بعض غلطیاں لکھے بیٹھے لوگوں کی بہت ہی
مختصر عدد میں لکھتا ہوں۔ ان کے لئے یہ مختصر عدد بھی کافی ہو جائے گا کہ وہ

سمجھدار ہیں۔ اسی لئے دوسرے نظائر پر بھی متنبہ ہو جائیں گے۔
مسئلہ ۱۱۰۔ بعض سے مہر کے بارہ میں سنا ہے کہ از انہی ثلث یعنی اگر کسی

ضرورت سے دوسری بار مہر لگانا پڑے تو تیسری بار بھی ضرور لگا دے۔ اس کی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۱۱**۔ قرآن مجید میں بعض مقامات پر بے موقع وصل

کرنے سے کفر کا فتویٰ بعض نے لکھ دیا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ الحمد شریف میں بعض حروف کے وصل سے شیطان کا نام پیدا ہونا لکھ دیا ہے۔ سو ان دونوں امر کی کچھ اصل نہیں۔ البتہ قواعد قرآنہ کے اعتبار سے یہ دونوں وصل بے قاعدہ اور قبیح ہیں۔ مگر کفر یا شیطان کے نام کا دعویٰ محض تصنیف ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۔ بعضوں کو خاص استخارہ اس غرض سے بتلاتے دیکھا ہے

کہ اس سے کوئی واقعہ ماضیہ یا مستقبلہ معلوم ہو جائے گا۔ سو استخارہ اس غرض کے لئے شریعت میں منقول نہیں کہ وہ تو محض کسی امر کے کرنے نہ کرنے کے تردد رفع کرنے کے لئے ہے۔ نہ کہ واقعات معلوم کرنے کے لئے۔ بلکہ ایسا استخارہ

کے ثمرہ پر یقین کرنا بھی ناجائز ہے۔ **مسئلہ ۱۱۳**۔ بعض طلبہ کو سبق کے باب میں اس کا معتقد دیکھا ہے "اذافات السبب فالتسبب" سو اگر اس کی

قضیہ اتفاقاً سمجھا جائے تو خیر۔ لیکن لزوم یہ سمجھنا بے اصل اور اختراع ہے۔

اور شعبہ ہے تاثیر ایام کے قائل ہونے کا جو کہ شعبہ ہے نجوم کا۔ **مسئلہ ۱۱۴**

اسی طرح بعض طلبہ کو بدھ کے روز کتاب شروع کرنے کا اہتمام کرتے ہوئے

دیکھا ہے۔ اور اس کو کسی روایت کی طرف مستند سمجھتے ہیں۔ سو اس باب میں

کوئی روایت ثابت نہیں۔ **مسئلہ ۱۱۵**۔ بعض عالموں کو گو وہ اہل علم ہی

ہوں بعض عملیات میں دن وغیرہ کی قید کی رعایت کرتے ہوئے دیکھا ہے

سو یہ شعبہ نجوم کا ہے۔ اور واجب الترتیب ہے۔ اور یہ خیال کہ یہ عمل کی شرط

یعنی سچے سے ہفتہ سے پہلے
دن ناغہ ہونے سے ہفتہ سے پہلے
بھرتک ناغہ ہی چلا
جاتا ہے

ہو۔ محض یہ غلط ہے۔ میں نے ایسے اعمال میں یہ قید بالکل حذف کر دی ہے۔ اور کچھ بھی بغض نہ تعالیٰ اثر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ عمل کا اثر زیادہ تر خیال سے ہوتا ہے۔ ان قیود کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ سب دعویٰ ہیں عاملوں کے۔
مسئلہ ۱۱۲۔ اس طرف بھی اکثر عامل التفات نہیں کرتے۔ کہ آیات قرآنیہ کو بے وضو لکھ دیتے ہیں۔ اسی طرح بے وضو آدمی کے ہاتھ میں دیدیجے ہیں۔ اس کا لکھنا اور مس کرنا دونوں بلا وضو ناجائز ہیں۔
مسئلہ ۱۱۳۔ بعض کو طاعون میں اذانیں دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔
مسئلہ ۱۱۴۔ حفاظ وغیرہم میں مشہور ہے کہ سورۃ برآۃ پر کسی حالت میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ سو بات یہ ہے کہ صرف ایک حالت میں پھر بسم اللہ نہیں ہے کہ اوپر سے پڑھتے پڑھتے سورۃ برآۃ شروع کرے۔ باقی اگر تلاوت اسی سورۃ سے شروع کرے۔ یاد درمیان میں کچھ وقفہ کر کے پھر بقیہ سورۃ پڑھے تو بسم اللہ پڑھے۔
مسئلہ ۱۱۵۔ ذکر جہر کو بعض مشائخ بلا کسی شرط کے جائز سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس کے جواز کی ایک بہت بڑی ضروری شرط یہ ہے کہ اس سے کسی نماز پڑھنے والے کا دل پریشان نہ ہو۔ اور سونے والے کی نیند خراب نہ ہو۔ اور جہاں اس کا احتمال ہو آہستہ ذکر کرے۔ اگرچہ پکار کر کرنے کی تعلیم کی گئی ہو۔

اب رسالہ ختم کرتا ہوں جن صاحبوں کو اور امور اس قسم کے معلوم ہیں کسی معتبر عالم سے اطلاع اور مشورہ کر لے۔ اس کا ضمیمہ بنانے کی اجازت دیتا ہوں بلکہ درخواست کرتا ہوں۔ اور اصلاح الترسوم کا تیسرا باب دیکھ لیجو کا مشورہ دیتا ہوں فقط وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتکے
 یا ارحم الراحمین (۸ محرم ۱۳۳۲ھ محمد شریف علی مقام ننھا بھون)

اغلاط العوام کا پہلا ضمیمہ

جناب قاری سید محمد یامین صاحب قرأت مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھو کی طرف سے

مسئلہ۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ اگر کتے سے کوئی چیز کپڑا، برتن وغیرہ چھو جائے تو وہ چیز ناپاک ہو جاتی ہے۔ یہ غلط ہے۔ البتہ رال لگنے سے ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ مرد کی بائیں آنکھ اور عورت کی دائیں آنکھ پھٹنے سے کوئی مصیبت، رنج اور اس کے برعکس ہونے سے خوشی پیش آتی ہے۔ یہ محض غلط خیال ہے۔

مسئلہ۔ بعض عوام کا یہ اعتقاد ہے کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔

بعض عوام یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ چوتھے آسمان پر ہے۔ جامع مسجد دہلی کی نقل ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مسجد اقصیٰ شام میں ہے۔ اور جامع مسجد دہلی اس کی نقل نہیں۔

مسئلہ۔ عوام کو دیکھا ہے کہ نماز جنازہ کی تکبیرات کہتے وقت منہ آسمان کی طرف اٹھایا کرتے ہیں۔ یہ بے اصل بات ہے۔

اکثر عوام کو اس کا التزام کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ جمعہ کا پہلا خطبہ سننے کی وقت دونوں ہاتھ باندھ لیتے ہیں اور دوسرے خطبہ سننے کے وقت دونوں ہاتھ زانو پر رکھ لیتے ہیں۔ یہ بھی بے اصل بات ہے۔

مسئلہ۔ اکثر عوام اور خصوصاً عورتیں مرض چپک اور کنٹھی میں علاج کرنے کو برا سمجھتے ہیں۔ اور بعض عوام اس مرض کو بھوت پریت کے اثر سے سمجھتے ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔

اکثر عوام کو دیکھا ہے کہ جماعت میں صفت بندی کے وقت پاؤں کا انگوٹھا ملا کر صفت سیدھی کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ کندھے اور ٹخنے کی سیدھی کرنے سے صفت سیدھی کرنی چاہئے۔

مسئلہ۔ اکثر جگہ دستور ہے کہ جنازہ دفن کرتے

وقت مُردہ کو قبہ میں چت لٹا کر صرف اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیتے ہیں یہ ٹھیک نہیں۔ بلکہ قبلہ کی طرف بالکل کروٹ دیدینا چاہئے۔ **مسئلہ ۱۰**

اکثر عوام نزع کی حالت میں شربت پلانے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اور نہ پلانے کو ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ نہ یہ ضروری ہے نہ قابل ملامت۔ **مسئلہ ۱۱**

بعض عوام صبح کے وقت کسی مقام جیسے نانوتہ، کیرانہ، وغیرہ یا کسی جانور جیسے سور، سانپ وغیرہ کے نام لینے کو ٹھوس اور بُرا سمجھتے ہیں۔ بالکل لغو بات ہے۔

مسئلہ ۱۲۔ بعضی عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ اگر نئی دلہن اپنے گھر یا صندوق وغیرہ کو قفل لگا دے تو اس کے گھر کا مال لنگ جاتا ہے۔ یعنی ویران ہو جاتا ہے، یہ خیال بالکل غلط ہے۔ **مسئلہ ۱۳**۔ بعض لوگ سلام علیک کرتے وقت ماتھے پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں یا جھک جاتے ہیں۔ اور بعض مصافحہ کر کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ یہ سب خلاف شرع اور بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۱۴**۔ بعض عوام

سمجھتے ہیں کہ جو کوئی قل اسود خرب الناس کا وظیفہ پڑھے اس کا تاس ہو جاتا ہے یہ خیال محض غلط ہے۔ بلکہ اس کی بے کت سے تو وہ مصائب سے نجات پاتا ہے

مسئلہ ۱۵۔ اکثر عورتیں مردوں سے پیلے کھانا کھانے کو شرمناک سمجھتی ہیں۔ یہ بے اصل بات ہے۔ **مسئلہ ۱۶**۔ بعض عوام خصوصاً عورتیں کہتی ہیں کہ دروازہ کی چوکھٹ پر بیٹھ کر کھانا کھانے سے مشرور نہ ہو جاتا ہے، یہ غلط خیال ہے۔ **مسئلہ ۱۷**۔ بعض عوام کسی خاص دن یا خاص وقت میں سفیر

کرنے کو بُرا یا اچھا سمجھتے ہیں۔ یہ کفار اور بچوں کا اعتقاد ہے۔ **مسئلہ ۱۸**

اکثر عوام حجہ کے خطبہ میں حضور علی الشہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سُکر بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ جائز نہیں۔ زبان سے درود شریف نہ پڑھتے۔

بال دل ہی دل میں پڑھ لیتے کا مصالفا نہیں۔ **مسئلہ ۱۹**۔ اکثر عوام کہتے ہیں کہ

بتیلی میں خارش ہونے سے مال ملتا ہے اور تلوم میں خارش ہونے سے یا جوتہ پر جوتہ چہرے سے سفر در پیش ہوتا ہے۔ یہ سب لغو اور مہمل خیالات ہیں۔

مسئلہ ۲۱۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ شرمہ کی سلائی پر تین مرتبہ سورہ اخلاص دم کر کے آنکھوں میں شرمہ لگانا چاہئے۔ یہ بے اصل بات ہے۔

بعض عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر جمعہ کی شام کو مردوں کی روحوں اپنا آخر گھروں میں آتی ہیں اور ایک کونے میں کھڑی ہو کر دیکھتی ہیں کہ ہم کو کون ثواب بخشا ہے۔ اگر کچھ ثواب مل گیا تو خیر، ورنہ مایوس ہو کر لوٹ جاتی ہیں۔ یہ محض غلط عقیدہ ہے۔

مسئلہ ۲۲۔ اکثر عوام کو دیکھا ہے کہ منت و نذر کی شیرینی مسجد میں لاکر عام طور پر تقسیم کر دیتے ہیں۔ وہاں ان میں بعض سید اور غنی بھی ہوتے ہیں۔ پس سید اور غنی کو دینے سے نذر ادا نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۳۔ اکثر عوام میں دستور ہے کہ اگر کوئی شخص کھانا کھاتے وقت دوسرے شخص کو کھانا کھلانے کے لئے بلاتا ہے اور اسکو منظور نہیں ہوتا تو اس کے جواب میں یہ کہا کرتے ہیں کہ بسم اللہ کرو۔ پس چونکہ اس موقع پر اس لفظ کا استعمال کرنا شرعاً ثابت نہیں ہے۔ لہذا ترک

کر دینا چاہئے۔ اس کی جگہ اور کلمے جیسے بَارک اللہ وغیرہ کہہ دینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۴۔ بعض عورتیں مکان کی منڈیر پر کتے کے بولنے سے کسی مہمان کی آمد کا شکیون لیتی ہیں۔ یہ خیال گناہ ہے۔ بعض عورتیں ایسی عورت کے پاس کہ جس کے بچے اکتھ مر جاتے ہوں۔ خود جانے اور بیٹھنے سے رکتی ہیں اور اپنے بچوں کو بھی ایسی جگہ جانے سے روکتی ہیں اور یوں کہتی ہیں کہ مرت بیانی لگ جائے گی۔ یہ بہت بُری بات ہے۔ ایسا کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۔ بعض عوام خصوصاً عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ہر آدمی پر اس کی عمر تیسرا، اور آٹھواں، اور تیرھواں، اور اکیسواں اور تینتیسواں اور اڑتیسواں اور

تینتا لیسواں اور اڑتالیسواں سال بھاری ہوتا ہے۔ یہ غلط خیال ہے اور بر اعقیدہ ہے

اغلاط العوام کا دوسرا ضمیمہ

جناب مولوی فخر الدین احمد صاحب مدرس کمرستہ الغریبہ قاسم العلوم
مراوہ کی طرف سے

مسئلہ۔ اکثر عوام سمجھتے ہیں کہ ڈوئی مارنے سے بھوکا ہو جاتا ہے۔ یعنی جس کے ڈوئی ماری جائے وہ کھانا زیادہ کھانے لگتا ہے۔ یہ بالکل بے اصل بات ہے۔ **مسئلہ**۔ مشہور ہے کہ زمین پر نمک گرانے سے قیامت کے دن پلکوں سے اٹھانا پڑے گا۔ یہ بھی محض بے اصل بات ہے۔ **مسئلہ**۔ عوام میں راج ہے کہ کسی دوسرے کے اٹھ سے جھاڑو لگ جائے تو وہ معیوب سمجھتا ہے۔ اور بُرا مان کر کہتا ہے کہ میں کنویں میں نمک ڈال دوں گا جس سے تیرے مُنہ پر جھانسیاں پڑ جائیں گی۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ**۔ اکثر عوام سمجھتے ہیں کہ گتے کے رونے سے کوئی وبا یا بیماری پھیلتی ہے۔ یہ محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ جمائی آنے پر ہاتھ نہ رکھنے سے شیطان مُنہ میں تھوک دیتا ہے، یہ غلط ہے۔ البتہ حدیث سے اتنا ضرور ثابت ہے کہ اس وقت ہاتھ نہ رکھنے سے شیطان پیٹ میں گھسکر منستا ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام نماز میں بائیں گہنی کھلی رہنے سے نماز میں خرابی آنا سمجھتے ہیں۔ یہ خاص بائیں گہنی کی تخصیص غلط ہے۔ بلکہ دونوں میں خواہ دائیں ہو یا بائیں کھلی رہنے سے نماز مکروہ ضرور ہوگی۔

اغلاط العوام کا تیسرا اضافہ

از آسی منظور احمد بن حکیم سید سردار علی۔ مقام آچھ ڈاکخانہ کوٹلہ ارباب علیخان
ضلع گجرات پنجاب۔

مسئلہ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جھاڑو مارنے سے مضر وب علیہ
کا جسم سوکھ جاتا ہے کہ جھاڑو پر تھنکار دو۔ سو یہ بات محض بے اصل ہے۔

مسئلہ۔ ہمارے یہاں مروج ہے کہ جب کوئی آدمی کہیں جا رہا ہو،
اور اس کو پیچھے سے بلایا جائے تو وہ لڑائی کرنے کو تیار ہو جاتا ہے کہ مجھے
پیچھے سے تم نے کیوں بلایا ہے۔ کیونکہ میرا کام نہیں ہوگا۔ سو اس بات کی
شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ**۔ ہمارے یہاں عورتیں کو
کے بولنے سے مہمان آنے کا شگون لیتی ہیں۔ سو یہ بے اصل ہے۔ **مسئلہ**۔

ہمارے یہاں عورتیں چکی کا ہتتا چھوٹنے سے مہمان آنے کا شگون لیتے ہیں، سو یہ
مہمل بات ہے۔ **مسئلہ**۔ عموماً عورتوں میں مشہور ہے کہ صحنک کے
آٹا اڑنے سے مہمان آتا ہے۔ سو یہ غلط محض ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض لوگ
جو تہ پر جو تہ چڑھنے سے سفر درپیش آنے کا شگون لیتے ہیں۔ سو یہ بے اصل
اور لغو بات ہے۔ **مسئلہ**۔ مشہور ہے کہ ہاتھ کی ہتیلی میں خارش ہونے
سے کچھ ملتا ہے۔ اس کی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ**۔ پاؤں کے تلوے
میں خارش ہونے سے سفر درپیش آنے کا شگون لیا جاتا ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔

۱۔ مولوی صاحب کا سہو ہے وہ یہ مسئلہ پہلے گندر چکا ہے محمد اسحاق غفرلہ ۲۵ یہ نسیان دردم
یہ مسئلہ بھی گندر چکا ہے ۱۳ محمد اسحاق غفرلہ ۲۵ مکر ہے ۱۲ محمد اسحاق غفرلہ۔

مسئلہ ۱۰۔ ہمارے یہاں ایک شعر مشہور ہے منگل بُدھ نہ جاویں پہاڑ بہ جوتی بازی آویں ہار۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۱**۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ شام کے وقت مُرغا اذان دے تو اس کو فوراً اذبح کر لو۔ کیونکہ یہ اچھا نہیں۔ سو اس کی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۲**۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر مُرغی اذان دے تو اسے فوراً اذبح کر دو۔ کیونکہ اس سے وبا پھیلتی ہے۔ سو یہ غلط ہے۔ **مسئلہ ۱۳**۔ مشہور ہے کہ اگر کسی گھر میں لڑائی کروانی منظور ہو تو اس گھر میں قنفذ کا کنار کھ دو۔ سو جب تک وہ کنار اس گھر میں رہے گا، اہل خانہ لڑتے رہیں گے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۱۴**۔ جہلا میں دستور ہے کہ جب کوئی سفر کو جائے تو عورتیں کہتی ہیں کہ ابھی جھاڑومت دو۔ کیونکہ فلاں ابھی ابھی سفر کو گیا ہے۔ سو یہ لغو بات ہے۔ **مسئلہ ۱۵**۔ مشہور ہے کہ مریض کے لڑ جب حکیم کو بلانے جانا ہو تو گھوڑے پر زین مت لگاؤ۔ سو یہ غلط ہے۔ **مسئلہ ۱۶**۔ اگر مریض کے لئے دو آدمی حکیم کو بلانے جائیں تو اسے بُرا سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اب مریض محتیا ب نہیں ہوگا۔ سو یہ غلط بات ہے۔ **مسئلہ ۱۷**۔ مشہور ہے کہ جب انڈا توڑا جائے تو اس پر پہلے یہ تکبیر پڑھ لی جائے سفید انڈا تر بت رہے نہ اس کی مانگیں نہ اس کے سرہ سنت خلیل اللہ اکبر ہے۔ سو اس کی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۸**۔ مشہور ہے کہ عورت کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں۔ سو یہ غلط بات ہے۔ **مسئلہ ۱۹**۔ جب کوئی نئی دُھن کنویں پر پانی لینے جائے تو اس کو تا کبید کی جاتی ہے کہ پہلے کنویں پر چراغ جلایا جائے، پھر پانی لایا جائے۔ سو یہ غلط بلکہ شرک ہے۔ **مسئلہ ۲۰**۔ دستور ہے کہ جب کوئی کہیں جا رہا ہو اور کوئی آگے چھینک دیوے تو جانے والا واپس چلا جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اب کام نہیں ہوگا۔ یہ مسئلہ بھی پہلے گذر چکا ہے۔ محمد اسحاق غفرلہ۔

سویہ غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۱**۔ عوام میں مشہور ہے کہ دونوں خیدوں کو درمیان
 نکاح نہ کیا جائے۔ کیونکہ میاں بی بی کا نباہ نہیں ہوتا۔ سویہ خیال خلاف شریعت ہے۔
مسئلہ ۲۲۔ مشہور ہے کہ جب اولہ پڑے تو موسل کو سیاہ کر کے باہر
 پھینک دیا جائے تو اولے بند ہو جاتے ہیں۔ سویہ غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۳**۔ مشہور ہے
 کہ خرمین میں ہاتھ دھو کر کھانا نہ کھانا چاہئے۔ اور اس سے اخذ کیا جاتا ہے کہ خرمین
 ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ سویہ غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۴**۔ مشہور ہے کہ جو عورت
 حالت حیض یا حمل میں فوت ہو جائے اس کو سنگل ڈال کر دفن کیا جائے کیونکہ
 وہ ڈائن ہو جاتی ہے۔ اور جو اُسے ملے اُسے کھا جاتی ہے۔ سویہ شرک ہے۔
مسئلہ ۲۵۔ جہلا میں رواج ہے کہ جب کسی کے یہاں تین لڑکیوں کے
 بعد لڑکا پیدا ہو تو اُسے مُنڈ پیر یا چھت پھاڑ کر تین دفعہ اوپر نیچے نکالا جاتا ہے۔ اور
 کہا جاتا ہے کہ یہ منحوس ہے۔ سویہ بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۲۶**۔ مشہور ہے کہ
 جہاں میت کو غسل دیا جائے وہاں تین دن چیراغ کیا جائے۔ سویہ محض بے اصل ہے۔

تہ

یہ اور عربی، فارسی، اردو، درسی وغیر درسی کتابیں

اور جملہ تصانیف علمائے دیوبند وغیرہ بکفایت

ملز کا پتہ

ادارہ اشرف العلوم

نانک و اڑہ عقب میونسپل آفس کراچی

نیز ادارہ اسلامیات ۱۹۰۱ نئی انارکلی۔ لاہور۔

نمبر سلسلہ اشاعت (۲۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَزَّلَ الذِّكْرَ بِالْحَقِّ وَرِیاضِ الدِّیْنِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ لَهُ رَسَالَةُ مَبَارَكَةٍ

حقوق الاسلام

مصنف

مجدد الملتہ حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

بمابہ رجب المرجب ۱۳۶۸ھ

ادارہ اشرفیہ اعلیٰ قائمہ و ادارہ کتابچہ اشرفیہ اشرفیہ

لاہور میں یہ کتاب اور جملہ مذہبی کتب ملنے کا پتہ

ادارہ اسلامیات پبلسٹی انارکلی لاہور

(ہول ایڈٹری پر پریس سٹیشن علی آفندی بہ ڈراچی)

قیمت ۳۰